قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
اکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیاے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئیے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد

ہندوستانی اکیڈیمی، یو - پی

۱۹۳۱ ع

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ جات

صفحہ

نقشہ نمبر

نقشہ نمبر | صفحہ

———

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ہے - اس ایکاڈیمی نے مجکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ہے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ہے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ، مجلسی اور سیاسی ، ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھ ، جین ، ہندو ، اور ان مذاہب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقي پر گامزن تھے - کتنے ھی فرقے معدوم ہو گئے ، کتنوں ھي کا ظہور ہوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ، ترقی ، یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ہے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوے جنھوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ، چھترپوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃ الارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاھی اداروں میں بھی
کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ھی کی گرم بازاری
تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز
ھے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ھندوستان
کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ھندوستان محض
زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں
حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لوھا ، کانچ ،
ھاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی
پر تھیں - اس لئے ھندوستان اب سے زیادہ
دولت مند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی
چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال
تھے -

ذھنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا -
مثنویوں ، ناٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ
نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار
سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اھم اور مہتم بالشان
موضوع پر تفصیل سے راے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی
اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ھے - لیکن اس کام کو بہ
حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں
ھے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے
سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ھے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور محلت
نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے -
پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں، بودھہ،
جین، اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج
اور زوال، اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات،
رسم غلامی، طور طریق، آداب و اخلاق، اور نظام ورن
آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات، یعنی لغات،
صرف و نحو، فلسفہ، ریاضیات، نجوم، طب، سیاسیات،
مالیات، صنعت و حرفت، موسیقی، فن تصویر، وغیرہ
مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے -
تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت، دیہی
پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات، نظام حرب،
اور آئین انصاف وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس
طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے
اور نیز اُس دور کی مالی حالت، زراعت، تجارت،
حرفت، تجارتی راستے، مالی فارغ البالی وغیرہ پر
بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں
ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی
ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں هی هو سکتا
هے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب هوتا هے وہ بہت قلیل هے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا هو انگلیوں پر گنی جا سکتی هیں - ممکن هے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی هوں اور حوادث روزگار نے اُنھیں تلف کر دیا هو - تاهم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی هے - انھیں کتابوں کا هم یہاں مختصر ذکر کرتے هیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح هون‌سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذهبی، تمدنی، سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھ اندازہ هو جاتا هے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف هیں - اُس زمانہ کے سنسکرت، پراکرت، یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف، ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم هو جاتی هیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ‌ولکیہ، هاریت، وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی هوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن اینشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ)، سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم، شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہانڈوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندؤوں کے ضمنی مذاہب اور خیالات)، ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندؤوں کے سیاسی نظام اور مطلبے)، رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش"، کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ)، میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی)، نریندرو ناتھہ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندرستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ)، ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندؤوں کی فضیلت)، جان گریفتھہ کی کتاب "دی پینٹنگز آف ایجنٹا" (ایجنٹا کی تصاویر)، لیڈی هیرنگھم کی تصنیف "ایجنٹا فریسکوز"

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" ایمت، کی "هسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (هندوستان کا قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پترکا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر هیں -

هندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا هوں -

---

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ، بودھہ اور جین - ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے - اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں -

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں - گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا - جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا - شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برھمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھہ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی ' بلکہ ہندوستان کے باہر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھہ گیا - بعد ازاں بودھہ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرغس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھہ دھرم کے عقائد

یہاں بودھہ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ ہوگی - بودھہ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم ہے ' زندگي اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی ہوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھہ کے قول کے مطابق بودھہ دھرم وسطی راستہ ہے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لازم ہے - خیرالاموراوسطہا - دنیا اور اس کی سبھي چیزیں فانی

---

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز ھیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ھے - ضبط
نفس ھی کے ذریعہ روح کا نشو ھو سکتا ھے - حرص و ھوس
اور جملہ خواھشات کو ترک کر دینے ھی سے تکالیف کا خاتمہ
ھوتا ھے - اسی ترک خواھشات ھی کا نام نروان ھے - یہہ
نروان زندگی میں بھی حاصل ھو سکتا ھے - انسان پنچ
ارکان کا بنا ھوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ھے جس میں
طبیعات کا درجہ اولیٰ ھے - اپنی زبان میں اسی کو روح
کہہ سکتے ھیں - یہی پانچ اسکندھوں کا مجموعہ اپنے فعلوں
کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا ھوتا ھے - اسی کو
تناسخ کہتے ھیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے
حقیقی عنصر میں مضمر ھو جانا ھی مہانروان ھے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت " اھنسا پرم دھرم "
کا اصول ھے - کسی طرح کی ھنسا کرنا گناہ عظیم ھے - لیکن
کچھہ زمانہ کے بعد ھندوستان کے باھر کے بودھوں نے اس
خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ، ضبط
اور سخاوت ھی اولیٰ قربانی ھے - بودھہ دھرم کی دوسری
خصوصیت یہہ ھے کہ وہ خدا سے منکر ھے - عبادت الٰہی کے
بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا
ھے - تیسری خصوصیت یہہ ھے کہ وہ ھندو دھرم کی سب سے
ممتاز صفت برن آشرم دھرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی
نگاہ میں سبھی انسان ، چاھے براھمن ھوں یا شودر ، یکساں
طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے ھیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں، کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں کے تین رتن بدھ، سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے -

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے، بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور هندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی -

بودھ دھرم پر هندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا

ترقی‌پذیر هندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا - بہت سے بودھ بھکشوؤں نے هندو دھرم کی کئی خصوصتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ "مہایان مت" کی صورت میں کشن خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھہ دھرم میں ایشور کی ہستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھہ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی، جاتی تھی - مہاتما بدھہ کے بعد بودھہ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرہست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھہ میں آسکتا ہے اس لئے انھوں نے بھگتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھہ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتناھی نہیں، بودھی ستوؤں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھہ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ہوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ھندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھہ مثالیں نیچے دی جاتی ھیں :-

(۱) "ھین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ھیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولی مانا گیا ہے -

(۳) ھین یان فرقے میں بدھہ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدھہ کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی - اتناھی نہیں' بودھہ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا ھوا بودھہ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رھا - ہندؤوں نے بدھہ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھہ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھہ اور ہندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ بودھہ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھہ دھرم کا اھنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا' پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ھی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - ہندو دھرم میں یہہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھہ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھہ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رھنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندؤوں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل

(ا) ہندوؤں کا بدھ اوتار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ٦

بهت اور کئی دیگر بودهه علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یهه تحریک بهت طاقتور تهی اور اس کا اثر بهی جامع هوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظهور نے اس تحریک میں اور بهی قوت پیدا کر دی - "شنکر دگ بجے" (۱) مین کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کهلایا گیا هے جس کا ترجمه یهه هے : "ویدوں سے منحرف بودهوں کا خاتمه کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا هے، اسے میں مانتا هوں" -

اسی طرح دیگر برهمن علما نے بهي هندو دهرم کی تبلیغ مین بهت کوشش کی - ایک تو هندو دهرم شاهي دهرم هو گیا اس سے بودهه دهرم میں زوال آیا هے - دوسرے خود بودهه دهرم میں نقائص پیدا هو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا هونے لگے - فروعات میں بهی اختلاف پیدا هوے جاتے تهے، اس کے علاوہ بودهه بهکشؤوں کي نمود و نمائش کی کثرت هو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اتهه گیا - اب بودهه بهکشو ویسے متقی اور اصول پسند نه تهے - ان میں بهی حکومت اور ثروت کی هوس پیدا هو گئی تهی - وہ متهوں اور بهاروں میں شان وشوکت سے رهنے لگے تهے، عوام کے درد و غم میں شریک هونا انهوں نے ترک کر دیا تها - ان وجوہ نے بودهه دهرم پر مهلک اثر ڈالا، حکومت کي اعانت پاکر بودهه دهرم جس سرعت سے بڑها تها اتنی هی تیزی سے اس کا زوال شروع هوا -

---

(۱) سنسکرت کي تصنیف هے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے هیں -

بودهه دهرم کے انحطاط کے تاریخي واقعات

موریه خاندان کے آخری راجه برهدرتهه کی وفات کے ساتهه هی بودهه دهرم کا انحطاط شروع هو چکا تها - برهدرتهه کو قتل کر کے اس کا سپهسالار پشیه متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکهتا تها موریه سلطنت کا مالک بن بیٹها - اس نے پهر ویدک دهرم کي اعانت میں دو اشو میدهه یگیه کئے - غالباً اس نے بودهوں پر سختیاں بهی کیں - بودهه تصانیف میں اس کا ذکر موجود هے - فی الواقع یهیں سے بودهه دهرم کا زوال شروع هوتا هے - اسی زمانه میں راجپوتانے کے راجه پاراشری پتر نے اشومیدهه یگیه کیا - علی هذا دکهن میں آندهر خاندان کے وید شری شات کرني کے زمانه میں اشومیدهه، راجسویه وغیر یگیه کئے گئے - گپت خاندان کے راجه سهدر گپت اور واکاتک خاندان والوں کے زمانه میں بهی اشو میدهه وغیره کئی یگیه هوے - اس کا ذکر ان کے زمانه کے کتبوں اور لوحوں میں موجود هے - اس طرح موریه سلطنت کے خاتمه سے ویدک دهرم کے عروج کے ساتهه ساتهه بودهه دهرم کا زوال هونے لگا پهر بتدریج اس کا زوال هوتا هي گیا - هیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم هوتا هے که اس کے زمانه یعنی ساتویں صدی کے پهلے نصف میں ویدک دهرم کے پیرؤوں کی تعداد بڑهنے اور بودهوں کي گهٹنے لگی تهی - بان‌بهٹ نے لکها هے که تهانیشور کے ویش خاندان کے راجه پربهاکروردهن کے بڑے بیٹے راج وردهن نے باپ کی وفات کے بعد شاهی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ہو جانے کی خواہش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ہرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - اِن باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ ہندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۶۹۰) کے شیرگڈھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا، جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا ہندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم

جین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھہ پہلے ہندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

(۱) ویدک علم الہی ہے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ، اندر ، برن وغیرہ کی کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برہمن ، کشتری ، ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعنی برہمچریہ ، گرہست ، بان پرست ، اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفہ کرم -

مہابیر اور بدھہ دونوں ہی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدھہ نے صرف سنیاس آشرم ہی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ، اور بدھہ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بودھہ دھرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ، اس لئے یہاں ہم جین دھرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا ہوچکے تھے - ممکن ہے یہہ روایت بودھوں کے ۲۴ بدھوں کی روایت پر مبنی ہو ، یا بودھوں نے جینیوں سے لیا ہو - مہابیر راجہ سدھارتھہ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا ہوئے - انھوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ، غیر ذی روح ، نجات ، عذاب ، ثواب ترک ، تزکیہ وغیرہ کے قائل ھیں - روح غیرفانی اور قدیم ھے - آتما ھی کرم کرتی ھے اور اس کا پھل بھوگتی ھے - مٹی ، پانی ، آگ ، ھوا ، اور نباتات یہہ سب ذی روح ھیں - زمانہ ، عادت ، تعین ، فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ھیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ھے ، اسی سے دنیا کی تخلیق ھوتی ھے ، اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ھیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رھنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ھے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ھوتی ھے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ھیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ھے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوستھہ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ھوکر اپنے گیان میں ظاھر و باطن کو دیکھتی ھوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ھے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ، ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ھے ، ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ھے اور دنیا کی تجدید ھوتی ھے - اس وقت

ایک پہاڑ پر هر ایک جانس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے هیں - انهیں سے پھر دنیا آباد هوتی هے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باهر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیر مجسم ' پاک ' مبدء مسرت ' روح هی حقیقی مختار هے ' اس سے جدا کوئی ایشور نهیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص هی الوهیت کا درجہ پاتا هے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اهنسا ' راستی ' برهمچریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طهارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد هوتا هے - رحم اور اهنسا جینیوں کے خاص دهرم هیں ' وہ ویدوں کو نهیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اهم سمجھے جاتے هیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش هوتی هے - کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی هیں (۱) -

بدھہ اور جین دهرم کا فرق

بودھہ اور جین دهرم میں اتنی یکسانیت هے کہ اکثر مغربی علما کا خیال هے کہ ان دونوں کا مخرج ایک هی هے اور بدھہ مہابیر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دهرم جدا هو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط هے - دونوں دهرم علحدہ هیں ' هاں یہہ ممکن هے کہ بدھہ نے جین دهرم کے کچھہ

---

(۱) ماخذ از آوٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۷ - ٦٦ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں، کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھہ تپسیا کر رہے تھے، ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو -

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں: (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رہتے ہیں - سویتامبر - سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں - ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے - دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں، سویتامبر قائل ہیں - دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح پھول، دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے، اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے - یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی - اس کے کئی وجوہ ہیں - بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے - ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذہبی جلسہ میں انہیں قلمبند کرایا - بودھہ بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کی زندگی سے زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ، اس سے بھی لوگوں کا میلان بودھہ دھرم کی طرف زیادہ ہوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم کو وہ شاہی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ راجاؤں نے بودھہ دھرم کی کی ، صرف کلنگ کے راجہ کھارویل نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھہ اعانت کی تھی ، انہیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی (۱) -

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت جین دھرم کا رواج آندھر ، تامل ، کرناتک ، راجپوتانہ ، گجرات ، مالوہ اور بہار اور اُڑیسہ کے کچھہ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن ہی میں زیادہ فروغ پایا - وہاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت استعمال کرتے تھے ، جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دکھن کی تامل وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ہی لفظ شامل ہو گئے - جینیوں نے وہاں مدرسے بھی کھولے ، آج بھی وہاں بچوں کو حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ "اوم نمہ سدھم" پڑھایا جاتا ہے جو جینیوں کا طریقہ سلام ہے - دکھن میں کئی راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھہ رفاقت کی - تامل میں

---

(۱) ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ ج ۳ ، ص ۴۰۵ و ۴۰۶ -

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہوگیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پر زور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انھیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ ع میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ انل واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھہ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاتھیاوار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے، پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائیں ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

---

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی وید ج ۳، ص ۴۱۱ -

(۲) شیش ناگ پر سوئے ہوئے وشنو (نارایَن)

[تریویندرم]

صفحہ ۱۷

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے
مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں
یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں
اس کا زور کچھہ کم ہو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک
پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی
ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی
بودھہ دھرم کا اقتدار کچھہ کم ہوا ، ہندو دھرم نے بڑی
سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں
میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں
کونپلیں نکلنے لگیں -

براہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھہ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی
باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں
کہا جا سکتا ، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے
متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں
نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے
مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہہ مورتی پوجا کی سب
سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہہ
رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں
جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے
مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشنو
فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ہیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے وراٹ روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھ کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہ‌وت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذہبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کچھ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں ہو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ہے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاہم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ہیرکلیس (ہری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانڑنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر شرح لکھتے ہوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ہے - قیاس ہوتا ہے کہ پانڑنی کے زمانہ میں (سنہ ۶۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوگی - (۱)

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھہ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب ""پنچ راتر سنھتا"" ہے - یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا، پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا، منتروں کا پڑھنا، اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے - پھر ویشنووں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما، نارد، نر نارایں، کپل، دتاتریہ، یگیہ، ریشبھہ دیو، پرتھو، متسیہ، کورم، دھنونتری موھنی، نرسنگھہ، وامن، پرشورام، وید ویاس، رام، بلرام، کرشن، بدھہ، کلکی، ھنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ، کورم، براہ، نرسنگھہ، وامن، پرشورام، رام، کرشن، بدھہ اور کلکی، فائق تسلیم کئے گئے - بدھہ اور ریشبھہ کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاھر ھے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ھے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ھو - وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ھی نہیں، اب تک برابر بن رھے ھیں - کتبوں، تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ہوا

اور ادهر کے آل‌وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت هے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے، پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رهی هو، یہہ امر حقیقت سے بعید هے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا هونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانج آچاریہ کا فرقہ وششٹادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برهم ایک هی هیں تو بھکتی کی ضرورت هی کہاں باقی رهی؟ اس لئے رامانج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا هوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانج کو ویشنو دهرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار هوا، اس لئے رامانج وهاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وهاں اپنا کام شروع کیا، پھر میسور کے راجہ وشنو وردهن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دهرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت هے - یگیه ، برت ، تیرتهه جاترا ، دان وغیره سے نفس کی تہذیب هوتی هے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا هے اور بھکتی سے ایشور کے درشن هوتے هیں - جیواتما اور جگت دونوں برهم سے جدا هونے پر بهی فی‌الواقع جدا نہیں هیں - اصولاً دونوں ایک هي هیں ، هاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف هیں - اس دهرم کے فلسفیانه اصولوں کی تنقید فلسفه کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دهرم کا پرچار دکهن میں زیاده اور شمال میں کم هوا (۱) -

مدهواچاریه اور ان کا فرقه

گیارهویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بهکتی مارگ کو تقویت دینا تها - اگرچه رامانج نے وششتادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو متا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نه هوئے - وششتادویت واد کی دلیلوں سے یهه حقیقت واضح نه هو سکی که عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا هیں - اس لئے مدهواچاریه کو اس سے تشفی نه هوئی - اس نے پرم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدهو فرقه چلایا - اس کے فلسفیانه اصولوں کا تذکره آگے چل کر فلسفه کے ذیل میں آئے گا - مدهواچاریه کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بهانداکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنہ ۱۱۹۷ع میں ھوئی - اس نے بھی ویدانت درشن اور
اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی
مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی، اس لئے
اس نے راماین کے ھیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا
اور اپنے شاگرد نرھری تیرتھہ کو جگن ناتھہ پری میں رام اور سیتا
کی مورتیں لانے کو بھیجا - نرھر تیرتھہ کے علاوہ اس کے
تین خاص شاگرد اور تھے : پدم نابھہ تیرتھہ، مادھو تیرتھہ،
اور اکشوبھیہ تیرتھہ - مدھو فرقے کے پیرو ویراگ، ضبط، توکل
(اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا)، خدمت مرشد،
مرشد سے تلقین، پرماتما سے بھکتی، بزرگوں سے عقیدت،
کمزوروں پر رحم، یگیہ، سنسکار، ھر ایک کام کو ایشور سے
منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعہ نجات کے قائل ھیں -
یہہ لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک
سیاہ خط کھینچتے ھیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے ھیں -
ان کے کپڑوں پر اکثر شنکھہ، چکر، گدا، وغیرہ کے
نشانات بنے ھوتے ھیں - اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک
میں زیادہ ھے - مدھواچاریہ کے بعد بھی ویشنووں میں بلبھہ
وغیرہ فرقے قائم ھوئے، پر وہ زمانہ زیر بحث سے بعد کے
ھیں -

وشنو کی مورتیں

وشنو کی مورتی پہلے چار ھاتھوں والی ھوتی تھی یا
دو ھاتھوں والی یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچویں

(۳) وشنوا کی چودہ ہاتھہ والی مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲

(۴) وشنو جي کي تري مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ۴۲

(٥) شیو جی کی تری مورتی
[گھارا پوری]

صفحہ ۲۳

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتي موجود نہیں ہے - بدھہ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں - اور کدفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی دو ہاتھوں والي ہی ہے - جیسے ہندووں نے بدھہ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والي) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھي پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھہ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منہہ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکت کے ساتھہ وشنو کے تین منہہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھہ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی هوتی تهی ' یا اوپر کا حصه گول بناکر چاروں طرف چار منهه بنا دئے جاتے تهے - اوپر کے گول حصے سے برهمانڈ (کائنات) اور چاروں مونهوں میں سے پورب والے سے سورج ' پچهم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برهما اور دکهن والے سے رودر مراد هوتے تهے - کچهه مورتیں ایسی بهی ملی هیں جن کے چاروں طرف منهه نهیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں هی بنی هوئی هیں - ان مورتوں کو دیکهنے سے یهه قیاس هوتا هے که ان کے بنانےوالوں کا منشا یهه تها که کونین کا خالق شیو هے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں هیں - شیو کی عظیم‌الجثه تری مورتی (تثلیث) بهی کهیں کهیں پائی گئی هے - اس کے چهه هاتهه ' تین منهه اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر هوتے هیں - ایک منهه روتا هوا هوتا هے جو شیو کے رودر کهلانے کی دلیل هے - اس کے وسط کے دو هاتهوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے میں مالا ' داهنی طرف کے دو هاتهوں میں سے ایک میں سانپ اور دوسرے میں پیاله ' بائیں طرف کے دو هاتهوں میں سے ایک میں پتلی سی چهڑی اور دوسرے میں ڈهال یا آئینه کی شکل کی کوئی گول چیز هوتی هے - تثلیث چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی هوتی هے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصه هوتا هے - اس کے مقابل زمین پر اکثر شیو لنگ هوتا هے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چهه میل دور ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سروهی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکهنے میں آئی هیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا

(٦) لکولیش (لکوٹیش) کی مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۵

والی ھے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ھیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ھوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ھے کہ پہلے بھروچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انھیں خوش کیا - شیو ھاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ھوئے نمودار ھوئے - لکت ڈنڈے کو کہتے ھیں ' اسی لئے وہ لکوتیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ھوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوتیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ھیں ' جس سے ثابت ھوتا ھے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ھوتے ھیں ' ھاتھہ دو ھوتے ھیں ' دائیں ھاتھہ میں بیجورا اور بائیں ھاتھہ میں ڈنڈا ھوتا ھے - اس کی نشست پدماسن ھوتی ھے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' متر اور کورش کے نام لنگ پران میں ملتے ھیں (۲۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان ہیں: ہنسنا، گانا، ناچنا، بیل کی طرح باں باں کرنا، زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ ہیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور رودر روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات ہیں - مالا، زیور، کنڈل، رتن، راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھووں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلت نے کی - کلت اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اهنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کنازی بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھہ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی راے ھے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اھنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں هندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو ھی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ ھر فرد کو چاھے وہ سادھو ھی کیوں نہو، اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاھئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ھے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رھتے ھیں، جو چاندی کی ڈبیا میں رھتا ھے کیونکہ ان کا عقیدہ ھے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششٹادویت سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ھے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ھے - جنیو سنسکار کی جگہ وھاں دیکشاسنسکار ھوتا ھے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمه شیوایه" کهتے اور جنیو کی جگه گلے میں
شیو لنگ لٹکاتے هیں - (۱)

دکهن میں شیو فرقه کی پرچار

تامل صوبه میں سیو فرقه نے بهت زور پکڑا - یهه لوگ
جینیوں اور بودهوں کے دشمن تهے - ان کی مذهبی
تصانیف کے گیاره مجموعے هیں جو مختلف اوقات پر لکهی
گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندهه" تها جس کی
مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے
رکهی جاتی هے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی
تصانیف کا آغاز کرتے هیں - کانجی‌پور کے شیو مندر کے کتبه
سے چهٹهی صدی میں شیو دهرم کے دکهن میں رائج هونے کا
پته چلتا هے - پلو خاندان کے راجه راج سنگهه نے جو غالباً
سنه ۵۵۰ ع میں هوا راج سنگهیشور کا مندر بنوایا - یهه مسلم
هے که ان کے فلسفیانه اصول اونچے درجه کے تهے کیونکه اس
کتبه میں راج‌سنگهه کے شیو دهرم کے اصولوں میں ماهر
هونے کا ذکر کیا گیا هے، لیکن وه اصول کیا تهے یهه اب تک
معلوم نهیں هو سکا -

برهما کی مورتی

برهما دنیا کا خالق، یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا
جاتا هے - برهما کی مورتی چار مونهوں والی هوتی هے - مگر

(۱) سر رام کرشن گوپال بهانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر
مائنر ریلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۴۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تین ہی منہہ رہتے ہیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں مونہہ دکھائے جاتے ہیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم ہیں - برہما کے کئی مندر اب تک قائم ہیں جن میں پوجا بھی ہوتی ہے - برہما کے ایک ہاتھہ میں "سروو" ہوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ہیں برہما پروہت بنایا گیا ہے - تعجب کی بات یہہ ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے ہیں، ویسے برہما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برہما، وشنو اور شیو تینوں ایک ہی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی ہیں - برہما کی کئی مورتیں ایسی ملی ہیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ہیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برہما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برہما کی مورتیں ہوتی ہیں - اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تینوں دیوتا ایک ہی پرماتما کی مختلف صورتیں ہیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متماثل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخض مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا پاربتی کا - ایسی ہی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی ہیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو ہر ہر اور

(۷) برہما وشنو اور شیو کی مورتی
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۱

(۸) لکشمی نارایِن کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۱

(۹) اردہ ھہ ناریشور کي مورت

[مدورا]

صفحہ ۳۱

تینوں کی مشترک مورتی کو دھری ھر پتامہ کہتے
ھیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برھما ، وشنو اور مہیش ھی تین خاص دیوتا مانے جاتے
تھے - اتھارھوں پران انھیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ھیں -
وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ،
کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برھمانڈ ،
برھم ویورت ، مارکنڈیہ ، بھوشیہ ، وامن اور برھم پران برھم سے
تعلق رکھتے ھیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں ھی کو دیوتا مان کر
ان کی علحدہ علحدہ پرستش نہیں شروع ھوئی - بلکہ ایشور
کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی
گئی اور ان کی بھی پوجا ھونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ
سے ایسی کتنی ھی دیویوں کے نام ملتے ھیں - براھمی ،
ماھیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراھی ، نار سنگھی ، اور ایندری
ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے ھیں - کچھہ خوفناک اور
غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھہ
کے نام یہہ ھیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی -
ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ھے - کچھہ ایسی
شکتیوں کی بھی ایجاد ھوئی جو نفس پروری کی طرف
لے جانےوالی ھیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ھیں :

آنند بھیروی ، تری پور سندری ، اور للتا وغیرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود هوا - ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد هیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی هے - (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے هیں - شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا هے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا هوتی هے - شاکتوں کے دو فرقے هیں ، کولک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں هیں - پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے هیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ، مچھلی ، شراب ، وغیرہ بھی کھاتے پیتے هیں - سمئن فرقہ والے ان مکروهات سے اجتناب کرتے هیں - کچھہ برهمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی - نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منہہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا هے :-

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۲ - ۱۴۶ -

(۱۰) برهمانی (ماتریکا) کی مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۲

(ترجمہ) - ہم منتر تنتر وغیرہ کچھہ بھی نہیں جانتے -
نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب
خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات
حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے
ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا
سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ چھالا ہی ہمارا
پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث
سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے
کے جنات کا سرغنہ تھا - یاگیہ ولکیہ سمرتی میں گنیش اور
اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو
چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور
نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھہ اشارہ ہے -
ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھہ گنیش کی مورتی
بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھتیالا کے ستون میں
سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے
منہہ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی -
ایلورا اور گھتیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے -
مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے -

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ھے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ھے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ھیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ھے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ھیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ھے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ھے - کنشک کے سکوں پر اسکند، مہاسین، آدی کمار کے نام ملتے ھیں - سنہ ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - هیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ھے - یہہ پوجا آج تک جاری ھے -

سورج پوجا

همارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ھی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ھے - براھمنوں اور گریھیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -
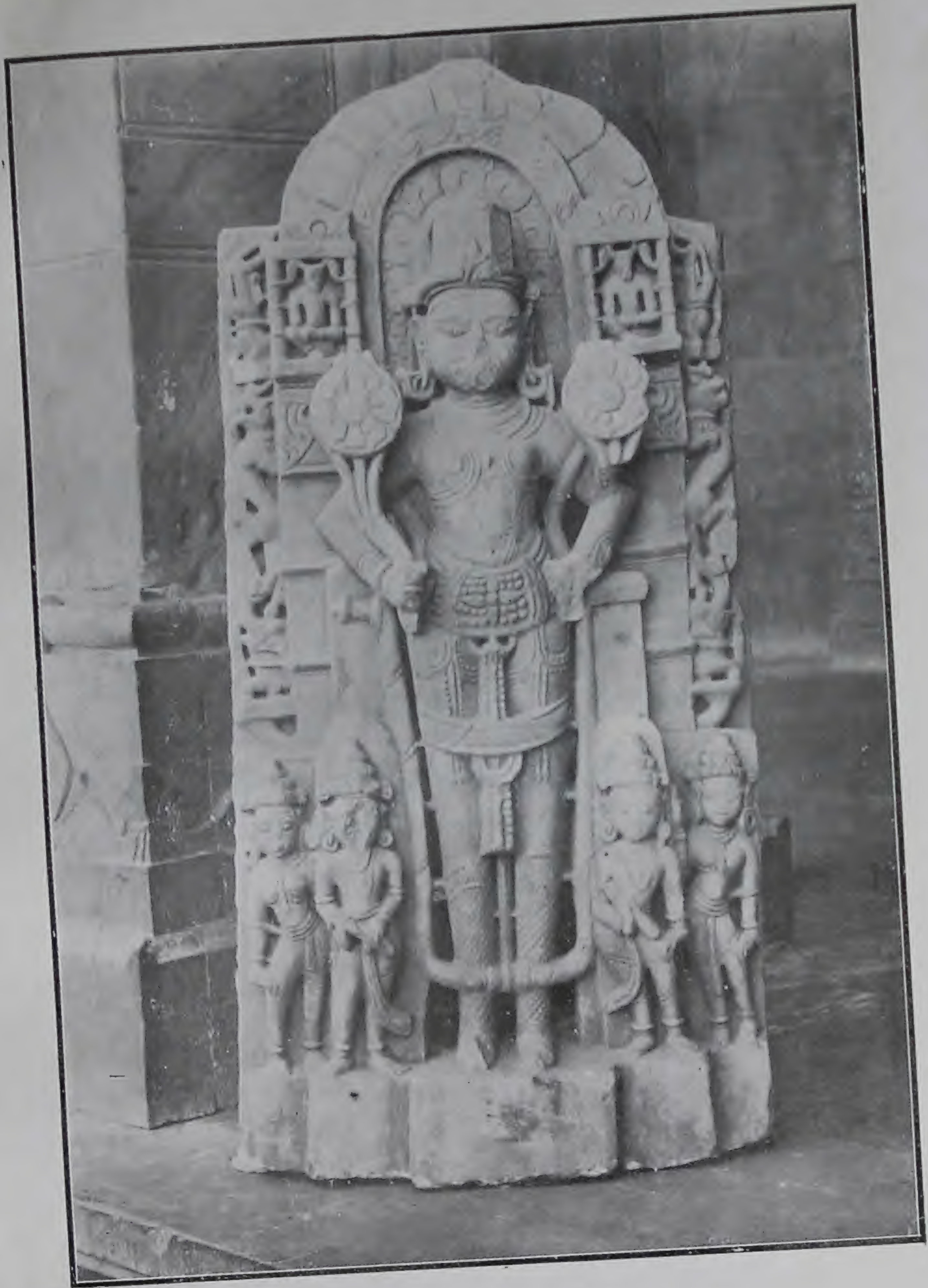
(۱۱) سوریہ کی مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

هے - دیوتاؤں میں سورج کا درجه بهت ممتاز تها - بهت سے مراسم میں بهي اس کی پوجا هوتی تهی - اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں ' خالق ' رازق ' اور جابر وغیرہ حیثیتوں سے کی جاتی تهی - سورج کی مورتیوں کی پوجا هندوستان میں کب سے رائج هوئی یهه کهنا مشکل هے - براهمهر نے لکها هے که سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی - سورج کي مورتي دو هاتهوں والی هوتی هے - دونوں هاتهوں مین کمل ' سر پر تاج ' سینه پر زرہ ' اور پیروں میں گهٹنے سے کچهه نیچے تک لمبے بوٹ هوتے هیں - هندؤوں کی پوجي جانے والی مورتیوں میں صرف سورج هی کی مورتی هے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ هوتے هیں - ممکن هے سورج کی مورتی اول خطه سرد ایران سے آئی هو جهاں بوٹ کا رواج تها - بهوشیه پران میں لکها هے که سورج کے پیر کهلے نه هونے چاهئیں - اسی پران میں ایک کتها هے که راجه سانب نے جو کرشن اور جاموتتی کا فرزند تها سورج کي بهکتي سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتي قائم کرنی چاهی - مگر برهمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نهیں کیا که دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل هوتی هے اس سے برهم کریا نهیں هو سکتی - اس لئے راجه نے ایران کے جنوبي مشرقی حصه سے مگ قوم کے برهمنوں کو بلوایا - یهه لوگ اپنی پیدائش برهمن کنیا اور سورج سے مانتے تهے اور سورج کی پوجا کرتے تهے - البیرونی لکهتا هے "هندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ هوتے هیں

راجپوتانه میں ان لوگوں کو سیوک اور بهوجک کهتے هیں -
سورج کے هزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم هیں -
ان میں سب سے بڑا اور شاندار وه سنگ مرمر کا مندر هے
جو سروهی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود هے -
یهه پرانا مندر هے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں
صدی کی عبارت منقوش هے جس میں ان عطیات کا ذکر
هے جو اسے ملے هیں - جیسے شیو مندر میں بیل ' اور وشنو
مندر میں گروڑ ان کے باهن (سواری) هوتے هیں ' اُسی طرح
سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کهمبے کے اوپر ایک
کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پهیه هوتا هے - یهی سورج
کی سواری هے - ایسے چکر آج بهی کئی مندروں میں موجود
هیں - سورج کے رتهه کو سات گهوڑے کهینچتے هیں - اسی لئے
سورج کو سپتاشو (سات گهوڑوں کا سوار) کهتے هیں - کئی
مورتوں میں سورج کے نیچے سات گهوڑے بهی بنے هوے هیں -
ایک سورج مندر کے باهر کی طرف سات گهوڑوں والے سورج
کی کچهه ایسی مورتیں بهی هم نے دیکهی هیں جن کے نیچے
کا حصه بوٹ پهنے هوئے سورج کا اور اوپر کا برهما ' وشنو اور
شیو کا هے - پاٹن (جهالرا پاٹن ریاست) کے پدمناتهه نامی
وشنو مندر کے پیچهے کے طاق میں ایسی ایک مورتی هے
جس میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ملے هوے هیں - یهه
ان کے مختلف اسلحوں سے ظاهر هوتا هے - یهه مندر غالباً
دسویں صدی کا بنا هوا هے -

(۱۲) یم کي مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

(۱۳) نوکواکب میں سے شکر ، سنیچر ، راھو ، اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ، جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون‌سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تامب پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ، آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ، سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیتے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ہوتے ہیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالیں اندر ، اگنی ، یم ، نیرت ، برن ، مرت ، کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ، سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانني سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلي کا بھاشیہ -

ہندؤوں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ، گرہ ، نچھتر ، صبح ، دوپہر ، شام ، وغیرہ اوقات مختلفہ ، ہتھیاروں ، کلی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدل کا سلسلہ بھی بند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رہی - تانب پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماہیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوتے تھے - آخر میں ہندووں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ، وشنو ، دیوی ، رودر ، اور شیو - ان پانچ دیوتاوں کی مشترک مورتیں پنچائتن کہلاتی ہیں - ایسے پنچائتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے - جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں ، باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ہے -

ہندو دھرم کے عام ارکان

ہندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ہے - ہندؤوں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے - ہمارے زمانہ متعینہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ہے :-

"برہمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر
بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ہیں اور بہت

تھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ہیں' ویشوں اور شودروں کو
نہیں" -

ویشوں نے بودھ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے' یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ہو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ہو گئی - یگیوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی' جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ہے -

مندروں کے ساتھ متھوں کی داغ بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان متھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ متھوں' باغوں اور تقریرگاہوں کا بھی حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی رتھ جاترا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) چی وی وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا' جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو - اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ، جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے - پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں - برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا - کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے - برت اور روزہ داری کا رواج ھندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا - ایکا دشی ، جنم اشٹمی ، دیوشیئی ، درگا اشٹمی ، رشی پنچمی ، دیو پربودھنی ، گوری تیجا ، بسنت پنچمی ، اکشے تیجا ، وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے - یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام‌نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا - غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام‌نومی کا رواج نہ تھا - اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے - کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے -

ھندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا - معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے - ھمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا - اچھوتوں کے ساتھہ کھانے ، ناصاف پانی پینے ، ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ، حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے ، اونٹنی کا دودھہ پینے ، شودر ، عورت ، گاے ، برھمن اور چھتری کو قتل کرنے ، شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ' بحري سفر کرنے ' زبردستی کسی کو غلام بنانے ' ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھہ نہ کرنے ' زنا ' شراب خواری ' گئوماس کھانے ' چوتی کتوانے ' جنیو کے بغیر کھانا کھانے ' وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الٰہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھہ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ' اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ' کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم‌الہی ھے - اس زمانہ کی اهنسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی - وہ بودھہ بھکشوؤں کے ویراگ اور راہبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا، حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تھا - براهمن لوگ بھی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تھے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئی - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالپی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے - انهوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم هو گئے - بودھوں اور جینیوں کے دهریہ‌پن کو وہ مٹانا چاهتے تھے، لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بھٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

---

(۱) چی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲، صفحہ ۲۰۶ - ۲۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا - انھوں نے فلسفہ اور اہنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راہبانہ زندگی کو ہی فائق بتلایا - برہم یا یا خدا کی ہستی کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انھیں ' کامل بودھہ ' کا لقب دیا گیا ہے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الٰہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر ہم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رہے - دیگر مذاہب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ہے - اس لئے ہندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں ہیں - یہہ متھہ اب تک قائم ہیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال ہوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں ہی ہو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندوؤں نے انہیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاہب موجود تھے اور انہیں کبھی کبھی مناقشے بھی ہو جاتے تھے ، لیکن مذہبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - ہندو دھرم کے متعدد فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ، ایک موافقت نظر آتی ہے - برہما ، وشنو اور مہیش میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج ہوا - وشنو ، شیو ، رودر ، دیوی ، اور سورج ، سب ایک ہی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا ہوگیا - ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار راجاؤں کی مذہبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ، تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یهه مذهبی رواداری صرف هندو دهرم تک محدود نه تهی - بلکه بودهه اور براهمن دهرموں میں همدردی کا خیال پیدا هو چکا تها - قنوج کے گهرواڑ خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تها ، دو بودهه بهکشوؤں کو بهار کی تعمیر کے لئے چهه گاؤں دیئے تهے - بودهه راجه مدن پال نے اپنی رانی کو مہابهارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تها - یهه امر غور طلب هے که اس زمانه میں که هندؤوں اور بودهوں میں پرانی منافرت دور هی نهیں هو گئی تهی بلکه ان میں شادیاں بهی هونے لگی تهیں - پکے شیو بهکت گوبند چندر کی رانی بودهه تهی - جین اور هندؤوں میں شادیاں هوتی تهیں جیسا آج کل بهی کبهی کبهی هوتا هے - ایسی کتنی هی نظریں ملتی هیں که باپ ویشنو هے تو بیٹا بودهه ، اور بیٹا هندو هے تو باپ بودهه - دونوں مذاهب اس قدر قریب آگئے تهے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا هو گئی تهی که ان کی مذهبی روایات میں تمیز کرنی بهی مشکل تهی - جینیوں اور بودهوں کے بانی هندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ، بودهوں اور هندؤوں کے دهرم میں ۲۲ تیرتهنکروں اور ۲۴ بدهوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بهی بهت یکسانیت هے - اس زمانه میں اگرچه تینوں دهرم رائج تهے لیکن براهمن دهرم غالب تها - بودهه دهرم تو جاں به لب هو چکا تها - جین دهرم کا احاطه بهی نهایت محدود هو گیا تها - هندو دهرم میں شیومت کا پرچار زیاده هو رها تها - آخری دور کے اکثر راجه شیو هی تهے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری رہے گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انھوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی، اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے، جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزادروی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی - راشٹر کوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب، نئی زبان اور نئی تہذیب لائے -

---

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُتھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براھمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براھمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براھمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انھیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براھمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتنے ہی شاعر ہیں، کتنے ہی جوتشی، کتنے ہی فلسفی اور الہیات کے ماہر - یہہ سب راجاؤں کے دربار میں رہتے ہیں" - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا ہے کہ براہمنوں کا اسی طرح احترام ہوتا ہے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا، زیادہ تر براہمن ہی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری ہوتے ہیں - (۲)

براہمنوں کا خاص دھرم پڑھنا اور پڑھانا، یگیہ کرنا اور کرانا، دان دینا اور لینا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں برن بیوستھا کی ناقدری کے باعث براہمنوں کا وقار کچھہ کم ہو گیا تھا - اور یہہ کام ان کے ہاتھہ سے نکل گئے تھے - یگیہ وغیرہ کے بند ہو جانے سے بہت سے براہمنوں کی روزی جاتی رہی اور وہ مجبور ہو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بھی ترمیم ہوئی - بودھہ مت میں کھیتی معیوب سمجھی جاتی تھی، اسے گناہ خیال کیا جاتا تھا - اس لئے کتنے ہی ویشوں نے بودھہ ہو کر کھیتی ترک کر دی تھی - یہہ موقع دیکھہ کر بہت سے براہمن کھیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کھیتی کرنے کا مجاز ہے - اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی - اتنا ہی نہیں،

---

(۱) ہسٹری آف انڈیا مصنفہ الیٹ جلد اول صفحہ ۶ -

(۲) چي وی وید، ہسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براھمن صنعت و دستکاری ، تجارت ، اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ، تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ، دودھہ ، شہد ، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسي طرح سود کو حرام سمجھہ کر براھمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ، جس کا ذکر ھم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذھب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کي وہ برابر کوشش کرتے رھتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رھا - سیاست میں ان کے ساتھہ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کي پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ھو گئی تھی اور سبھي برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاھتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرني شروع کر دی ، کسی خاص برن کی قید نہ رھي - (۱)

براھمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ھم ھندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ھیں - ائیارھویں

---

(۱) سی وي وید کي ھستري آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں هی کا ذکر کیا ہے (۱) ، مگر همیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بلنے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھہ لکھا ہے وہ سماج کی حالت کا مشاهدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھہ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے ، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براهمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براهمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے هی هوتی تهی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامب پتر میں بھاردواج گوتر ، یجرویدی شاخ کے برهمن کا ذکر ہے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا ہے براهمنوں کے ناموں کے ساتھہ ساتھہ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براهمنوں کی سکونت هی کا حوالہ ملتا ہے - بڑانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براهمنوں کا ذکر ہے - کونکن کی بارهویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براهمنوں کے نام دئے گئے هیں جن کے گوتر تو هیں ، شاخیں نہیں ، مگر ان میں براهمنوں کے ال بھی دیئے گئے هیں جو

---

(۱) البیرونی کا هندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشه سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے
معلوم ہوتے ھیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت
سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ھیں :-
دیکشت ، راؤت ، ٹھاکر ، پاٹھک ، اُپادھیایہ اور پٹ وردھن
وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ،
پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ھمیں پنڈت ،
دیکشت ، دوی ویدی ، چتر ویدی ، آوستھک ، ماتھر ، تری پور ،
اکولا ، ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ھیں جو یقیناً ان کی سکونت
اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ھیں - بعد کو کتنے
ھی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ھو گئے -
یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا
باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ، مثلاً غذا میں اختلاف ،
گوشت خور یا سبزی خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں
ھو گئیں - رسم و رواج ، خیالات ، اور تعلیم کے اعتبار سے کئی
ذاتیں پیدا ھو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ھو جانے کے
باعث بھی تفرقہ بڑھا ، چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی
سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براھمن پنچ
گوڑ یا پنچ دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے - یہہ تفریق
سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) -
گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور
میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌الشان مندر بنوایا ، جس کی

(۱) سی وی وید کی ھسٹری آف میڈیول انڈیا ، ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشتھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک ہزار براہمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنھیں وھیں رکھہ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد ہونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی دروڑوں میں ہونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوڑوں میں ہونا چاہئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کی فرائض

براھمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ یہی ہوتے تھے - براھمنوں کے ساتھہ میل جول رکھنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم ہو گزرے ھیں - ھرش‌وردھن ادبیات کا ماھر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گُنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبحر مشہور ھے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چوھان وگرہ‌راج چہارم کا لکھا ہوا ھرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا ہوا موجود ھے - اسی طرح اور بھی کتنے ھی راجاؤں کی تصانیف ملتی ھیں - برن کے نظام کے درھم برھم ھو جانے اور اکثر چھتریوں کے

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف - جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ -

پاس زمین نہ رهنے کے باعث بیکار هو گئے اور اُنهوں نے بهی براهمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ هوا کہ چهتری دو حصوں میں تقسیم هو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بهی اپنا کام کرتے تهے - دوسرے وہ جو کهیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تهے - ابن خورداد نے هندوستان میں جو سات طبقے بتلائے هیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بهی شامل تهے - (۱)

پہلے چهتری بهی شراب نہیں پیتے تهے - المسعودي لکهتا هے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی هو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رهتا (۲) - هیونسانگ کے زمانہ میں چهتری بهی براهمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکهے جاتے تهے - وہ لکهتا هے "براهمن اور چهتری دونوں نیک اطوار، نمود و نمائش سے دور رهنے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کفایت شعار اور بےلوث هوتے هیں" -

پہلے چهتری بهی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تهے، مہابهارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چهتریوں کا ذکر آتا هے، اور یہہ نسلي امتیاز روز بروز بڑهتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ هے - اس زمانہ تک بهی چهتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا هوئی تهی -

---

(۱) سی وی وید کي هسٹري آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -

(۲) الیٹ کي تاریخ هندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان، یگیہ، تحصیل بیوپار، علم، لین دین اور زراعت - بودھ زمانہ میں برن کا نظام درہم برہم ہو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے، بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے، جیسا هم اوپر لکھ چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دیا تھا - هوینسانگ لکھتا هے که تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا هے - چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے، سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفریق شروع هوئی، کتبوں سے یہی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا، یہ لوگ اچھوت نه تھے - براهمنوں، ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا - پتنجلی کے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کیت کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

---

(۱) واٹرس آن هیون سانگ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ -

تصدیق ہوتی ھے (۱) - رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ‘ اس کا خاص سبب تھا کہ ہندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ‘ دستکاری ‘ کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ‘ اس لئے ھاتھہ کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر ھی کسان ‘ لوھار ‘ معمار ‘ رنگریز ‘ دھوبي ‘ جولاھے ‘ کمہار وغیرہ ھونے لگے - ھمارے زمانہ زیر بحث میں ھی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کسان تو شودر ھی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ھو گئے - ھوینسانگ لکھتا ھے بہت سے ایسے فرقے ھیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے - البیرونی لکھتا ھے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا ھے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ھیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے - یہہ لوگ آٹھہ طبقوں میں منقسم ھیں : دھوبی ‘ چمار ‘ مداری ‘ ٹوکری اور ڈھال بنانے والے ‘ ملاح ‘ دھیور ‘ جنگلي پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ‘ اور جولاھے - چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے - شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ - ۴ - ۱۰ اس سوتر کي تفسیر پتنجلی نے یوں کي ھے एवं तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعني جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز ھوں وہ ذات باھر نہ سمجھے جائیں - اس کي تفسیر کرتے ھوے کیٹ نے لکھا ھے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतररस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستھہ

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے - براهمن یا چھتری جو محرري یا اهلکاری کرتے تھے کایستھہ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ تقسیم نہ تھی - کایستھہ اهلکار هی کا مترادف هے ' جیسا کہ آتھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم هوتا هے جو کوتہ کے پاس کن سوا میں هے - یہہ لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور هوتےتھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انہیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی ریشہ دوانیوں میں اُنہیں کافی مہارت تھی اسي لئے یاگیہ‌ولکیہ میں ان کے هاتھوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی هے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج‌دهج کایستھہ اپنے کو شاک‌دویپی براهمن بتلاتے هیں اور والبھہ کایستھہ چھتری ذات کے هیں ' جیسا کہ سوڈهل کي تصنیف "اُودے سندری کتھا" سے واضح هے -

---

(۱) البیروني کا هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

انتج

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں، چانڈال اور مری تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باھمي تعلق

هندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باھمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ھوتا ھے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ھوتی تھیں - اپنے برن میں شادي کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا، نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براھمن مرد چھتری، ویش یا شودر کی لڑکی سے بھي شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براھمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ھمارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براھمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ھے - اس طرح منڈور کے پڑھاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براھمن ھرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ھونے کا ذکر کیا گیا ھے - براھمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوھان لڑکی آونتي‌سندري

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براہمنوں کے شادی ہونے کی نظیریں ملتی ہیں - گلوارا گاؤں کے قریب کی ایک بودھہ گپھا کے ایک کتبہ میں بلور بنسی براہمن سوم کے براہمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ھے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براہمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف " دش کمار چرت " سے پایا جاتا ھے کہ پاٹلی پتر (قدیم پٹنہ) کے ویشروں کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجہ کسم دھنوا سے ہوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی ہیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہہ کہ ہمارے زمانہ زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتھہ نہ ہوتے تھے جنھیں پنچ یگیہ کرنے کا مجاز نہ تھا - زمانہ قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براہمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا ہو براہمن ہی سمجھا جاتا تھا ، جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ، یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی رینوکا سے پیدا ہوئے تھے ، براہمن کہلائے -

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ٦ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شلکھہ اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باھمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ھوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں تک بڑھا کہ شادي کا دائرہ اپنی ذات تک ھی محدود ھو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرھیز نہ کرتے تھے - براھمن اور سب برنوں کے ھاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم ھوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات ھمارے زمانہ کے آخري حصہ میں بھي پیدا نہ ھوا تھا - البرونی لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رھتے تھے اور ایک دوسرے کے ھاتھہ کا کھاتے پیتے ھیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی ھندوستان سے متعلق ھو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸ -

(۲) سي وي وید کی ھسٹري آف میڈیل انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا ' ھندوستان ' جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

هندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

هندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلفاء اگر برهمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرهستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُتھاتے تھے - اهل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رهتے تھے - کھانے ' پینے ' سونے ' بیتھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے هوتے تھے - کمروں میں هوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رهتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے هوا کرتے تھے جہاں لوگ هزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - هرش کے زمانہ میں هر پانچویں سال عظیم‌الشان مذهبی جلسے هوا کرتے تھے جن میں هرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - هیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا هے - ان کے علاوہ هر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذهبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ هوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اهم هوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم هے - اِن میلوں میں بہت دهوم دهام هوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ھوتے تھے جیسا کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ھوتا ھے - ھندؤوں میں تہواروں کی کثرت ھے اور وہ لوگ انھیں بڑے حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ھندؤوں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا - ھولی کی تقریب میں پچکاری سے رنگ ڈالنے کا بھي رواج تھا ، جیسا کہ ھرش نے رتناولی میں لکھا ھے (١) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا ذکر بھی ملتا ھے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ھے جھاں شھروالے تفریح کے لئے جایا کرتے تھے - ناٹک ، رقاصی ، موسیقی ، اور تصویرنگاری میں کھاں‌تک ترقی ھو چکی تھی (٢) اس پر آگے روشنی ڈالی جاےگی - کبھی کبھی باغوں میں بڑي بڑی دعوتیں ھوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ھوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں ، تیتروں ، بھینسوں اور مینڈھوں کي لڑائیاں بھی ھوتی تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ، سواری کے لئے گھوڑوں ، رتھوں ، پالکیوں اور ھاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی کافي رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں - اس میں عورت مرد سب شریک ھوتے تھے - عورت مرد مل‌کر

---

(١) धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः।
सद्यः सांद्र त्रिमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षपां प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(٢) ھرش مصنفہ رادھا کمد مکرجي صفحہ 175 - ٧٦ -

جھولا بھی جھولتے تھے - دول کا میلہ بارش کے دنوں میں ہوا کرتا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے ہندوستان میں قائم ہیں - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ، چوپڑ وغیرہ بھی کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ، پر اُس پر سرکاری نگرانی رہتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ، جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا ھے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے اور راجکمار ساز و سامان کے ساتھہ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے - شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی ساتھہ رہتے تھے -

پوشاک

بعض علما کا خیال ھے کہ ھرش کے زمانہ تک ھندوستان میں سینے کا فن نہ پیدا ھوا تھا (۲) - وہ اس دعوی کی دلیل میں ھیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے ھیں (۳) ، لیکن ان کا یہہ خیال باطل ھے - ھندوستان میں گرم ، معتدل ، سرد سبھی طرح کے خطے موجود ھیں - یہاں نہایت قدیم زمانہ سے ھر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے - ویدوں اور براھمن گرنتھوں میں سوئی کا نام "سوچی" یا "بیشی" ملتا ھے - تیتریہ براھمن تین قسم کی سوئیوں کا حوالہ دیتا

---

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ع) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے ہوئے کتبے سے -

(۲) سی وی وید ھسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن ھیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ -

هے : لوهے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قینچی کو بهورج کہا ھے (۲) - سشرت سنگهتا میں باریک دهاگے سے سینے کا ذکر موجود ھے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا هوا کپڑا هوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ھے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ھی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلي کا ذکر ویدک زمانہ میں بھي ملتا ھے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے همارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ھے کہ همارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

همارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باهر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھہ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

(۱) تیتریہ براهمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھرو وید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براهمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶

تھیلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں منقوش ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں، جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیاپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچنی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی، خوبصورتی اور صفائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا - ہیونسانگ نے روئی، ریشم اور اون کے

---

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز، پلیٹ ۱۲ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

(۳) اسمتھ اکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -

(۴) رادھا کمد مکرجی، ہرش ۱۷۰ - ۱۷۷ -

(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

[اجنتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴

(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۶۴

(۱۲) عورت کے سر میں بال کی سنوار
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کٹواتے تھے - چھتری لمبي ڈاڑھي رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ھوتا ھے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ھی گہنوں کے شوقین تھے - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ہار، انگوٹھیاں، کڑے، اور مالائیں ان کے زیور ھیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کتنے ھی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ھوئے کانوں کي عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ھیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ھاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ھاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ھار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کہیں کھلے، کہیں پٹی سے بندھے ھوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سي وي ويد کي هسٹري آف مڈیول انڈیا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گھنگے پہن سکتی تھیں (۱) - ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ہوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاہی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ہوتی تھیں - بان بھت اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ہے ، مثلاً برجستہ شعر گوئی ، قصہ گوئی ، تاریخ اور پران کا سماع ، موسیقی ، پہیلیاں ، چوپڑے ، وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ہے - ہندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ہیں ، کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ہیں ، جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ، کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ، چاندی ،

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ھیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ھے حالانکہ اب اس کي جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ھے -

هندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھہ ، گھي ، گڑ اور شکر تھي - الادریسی انھل واڑے کے بیان میں لکھتا ھے : " وھاں کے لوگ چاول ، متر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ھوں کھاتے ھیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ھلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ھوتا گیا - هندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ هندو ھوے تو اهنسا اور سبزي خوری کو اپنے ساتھہ لائے - هندو دھرم میں گوشت خوري گناہ سمجھي جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ھو گئی تھی - مسعودی لکھتا ھے کہ براھمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھي براھمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ھے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ھے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ھے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براھمن گنہگار ھو جاتا ھے - رفتہ رفتہ گوشت‌خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سي وی وید کي ھسٹري آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براھمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - هرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع هے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انھیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی هندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال هر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رهتے تھے -

شراب کا رواج قریب نہیں تھا - دوئیجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی - براھمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا هے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا هے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا هے کہ هندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول هے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی‌الواقع راجہ نہیں هے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے هوتے رهتے هیں ' تو جو راجہ خود متوالا هو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا هے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم هوتا هے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھہ پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ‌بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پنچ مہایگیہ ہر ایک گرہستھہ کے لئے لازمی تھا ' مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھہ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ' ہمارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے زمانہ زیرِ تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارھویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ' کریت (خریدا گیا) ' لبدھہ (دان‌امیں ملا ہوا) ' دایا دو پاگت (خاندانی) ' اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) '

آہت (روپیہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا ہوا)، یدھہ پراپت (لڑائی میں پکڑا ہوا)، پنیجت (جوے وغیرہ میں جیتا ہوا)، پربرجیاوست (سادھو ہونے کے بعد بگڑ کر بنا ہوا). کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا ہوا)، بڑواہریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا ہوا)، اور آتم بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچھہ کھاتا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق ہوتا تھا - کچھہ لوگ غلاموں کو چوری کر کے انہیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نہ تھی - یہہ غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رہتے تھے - تیوہار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو غلام تندھی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھہ بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھہ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے ہوے تھے - یاگیہ ولکیہ اسمرتی میں لکھا ہے کہ زبردستی غلام بنائے ہوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نہ کر دے تو راجہ انہیں آزاد کرا دے - کوئی سانحہ پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صلہ میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۳۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جاے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گائیں دےکر، آہت غلام روپئے دےکر، لڑائی میں پکڑے ہوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ہوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا "اب تو میرا غلام نہیں ہے" - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توہمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توہمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

هندوستان میں زمانه قدیم سے' چلا آتا تها - آتهرو وید میں تسخیر' تالیف' تخویف وغیره کا ذکر موجود هے - راجه کے پروهت اتهرو وید کے عالم هوتے تهے - دشمنوں کا خاتمه کرنے کے لئے راجه جادو تونے اور عملیات بهی کام میں لاتا تها - همارے زمانه زیر بحث میں ان توهمات کا بہت زور تها - بان نے پربهاکرووردهن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبهه کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا هے (۱) - کادمبری میں بهی بان نے لکها هے که ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تهی' گنڈے باندهتی تهی' گیدڑوں کو گوشت کهلاتی تهی' بهوتوں کو خوش کرتی تهی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تهی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیثه سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکهه کے حلقے بنانے' گوروچن سے بهوج‌پتر پر لکهے هوے منتروں کے جنتر باندهنے' چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکهوں کے اُرسینے' سفید سرسوں بکهیرنے وغیره عملیات کا ذکر کیا هے (۲) - بهوبهوتی نے مالتی‌مادهو میں لکها هے که اگهورگهنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تها - "گوڈوهو" میں بهی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر هے - ان اسباب سے ظاهر هوتا هے

---

(۱) بان کا هرش چرت صفحه ۱۵۴ -

(۲) کادمبری صفحه ۱۲۸ - ۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توهمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈائنکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھو تسو ' نامی کاویہ سے ظاهر هوتا ہے کہ راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ هوگا - زمانہ قدیم سے هی هندوستانیوں کے اطوار بہت هی پسندیدہ اور نیک رہے هیں - میگاستھنیز نے لکھا ہے کہ وہ لوگ سچ بولتے تھے ' چوري نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی همسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انہیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ هوتی تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہیں تھی - همارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار هونے کی خوب تعریف کی ہے - هیونسانگ لکھتا ہے کہ هندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور هیں - وہ کسي کا مال غصب

نهیں کرتے - الادریسی لکهتا ہے کہ هندوستان کے لوگ همیشه حق کی حمایت کرتے هیں ' حق سے دشمنی نهیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشهور هے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام هیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے هیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال هوتا جاتا هے - (۱) تیرهویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبدالله بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے هوے لکهتا هے کہ هندوستان کی آبادی بهت گهنی هے ' وهاں کے لوگ دهوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے هیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نهیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرهویں صدی) نے لکها هے کہ براهمن اچهے تاجر اور حق پرور هیں - وہ گوشت مچهلی کا استعمال نهیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے هیں - وہ طویل‌العمر هوتے هیں - (۳) - اُس زمانہ کے چهتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجهتے تهے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رهتی تهی - یهہ موقع نہ ملتا تها تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پهاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تهے - بلال سین اور دهنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -

(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کتک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ہیں - بعض اوقات براھمن بھی ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ھے - (۱)

هندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھي جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - رامائن اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتي اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کي تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

(۱) سي دي وید، هستري آف میڈیول انڈیا، جلد ۲ صفحه ۱۹۱ -

نے لکھا هے که راج شری کو بودهه اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمترر کا تقرر هوا تھا - بہت سی عورتیں بودهه بهکشو بھی هوتی تھیں جو یقیناً بودهه عقائد سے کما حقه واقف هوتی هوں گی - شنکرا چاریه کے ساتهه شاسترارتهه کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یهه روایت مشهور هے که اُس نے شنکرا چاریه کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشهور شاعر راج شیکهر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانه روزگار تھی - راج‌شیکهر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف راے کا اظهار کرتے هوئے جهاں اور علما کی رایوں کا حواله دیا هے وهاں تین مقامات پر اس نے اونتی‌سندری کی رائے کا بھی حواله دیا هے - اونتی‌سندری نے پراکرت میں مستعمل هونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں هر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی هی تصنیف سے پیش کی تھی - هیم چندر نے اپنی دیسی نام‌مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف راے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے هیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکهر اپنے خیالات یوں ظاهر کرتا هے - "مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ هوں - ملکه تو روح میں هوتا هے ' وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں ' ارباب نشاط ' پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماهر اور شاعرہ دیکھی جاتی هیں (۱) - همارے زمانه میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصه ۲ صفحه ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ھوئی ھیں - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ھیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ھي نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی -۱ فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا ، وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتي ھیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ جس وقت ھون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ھرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس‌وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری ہیونسانگ سے خود ملی تھی - اُس زمانہ کے ناٹکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ہے - سیاح ابوزید نے لکھا ہے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تھیں، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتھہ عورتیں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے - عورتیں فوجی ملازمت بھی کرتی تھیں، اور راجاؤں کے ساتھہ دربار، ہوا خوری، لڑائی وغیرہ میں شریک ہوتی تھیں - وہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتی تھیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ہے - دکھن کے پچھمی سولنکی وکرما دتیہ کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع ہوئی تھی - اور فن سیاست میں اتنی ماہر تھی کہ چار صوبوں پر حکومت کرتی تھی - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعہ کا محاصرہ بھی کیا تھا - اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن نہ تھا - اتنا البتہ تحقیق ہے کہ راجاؤں کے محلوں میں ہر خاص و عام کو جانے کی اجازت نہ تھی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ہوا - شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وہاں اونچے خاندانوں میں گھونگھٹ اور پردہ دونوں ہی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ہوا وہاں پردہ یا گھونگھٹ کا رواج بھی نہ چلا - آج بھی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ہندوستان میں کہیں پردہ نہیں ہے اور کہیں ہے بھی تو برائے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ' جو ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے بن چکی تھی آٹھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براهم ' دیو ' آرش ' پراجاپتہ ' آسر ' گاندھرو ' راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو هي مرجح کہا ہے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو ہی جائز کہا ہے - هاریت اسمرتي میں تو صرف براهم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ' سردار اور اهل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کلچوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ہونے کا ذکر ملتا ہے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے - شکنتلا اس وقت بالغ ہو گئی تھی - گریھیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ہے - اس سے صاف ظاهر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ۱۶ بتلائي ہے - راج سری کی عمر شادي کے وقت ۱۴ سال تھی - کادمبری سے معلوم ہوتا ہے

که مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادي کے قابل تهي - هاں همارے دور متعیدہ کے آخری حصہ میں کمسنی کي شادیوں کا آغاز هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدهوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تها ، لیکن متروک بهی نہ هوا تها - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتي میں بدهوا بواہ کا ذکر موجود هے - وشنو نے یہاں تک لکها هے کہ باکرہ بدهوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا هو وہ جائداد کا وارث بهی هے - پراشر تک نے لکها هے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادهو بن گیا هو ، لا پتہ هو گیا هو ، ذات سے خارج هو گیا هو ، یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وہ دوسری شادی کر سکتي هے - مشہور جین منتری وستوپال تیج‌پال کا بیوہ سے پیدا هونا مشہور هے - یہہ رواج رفتہ رفتہ کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پہننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکهتا هے کہ عورت بیوہ هو جانے پر شادي نہیں کر سکتی - بدهواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بهي عام عورتوں سے جدا هوتے تهے - بان نے راج شری کے بیوہ هو جانے پر اس کا ذکر کیا هے - آج بهي اونچی ذاتوں میں بدهوا بواہ کا رواج نہیں ، مگر نیچی ذاتوں میں عام هے -

رسم ستي

ستی کا رواج همارے زمانہ کے کچهہ پہلے شروع هو گیا تها - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا - ہرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی - ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ہے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ' پر ہرش نے اُسے روک لیا - ہرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ہے - اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ‌سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ہے - البیرونی لکھتا ہے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ہیں ' یا ستی ہو جاتی ہیں - راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نہ ہوں تو ستی ہو جاتی ہیں " (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - ویدویاس نے منو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ہے وہ پڑھنے لائق ہے - اُس کا لب‌لباب یہہ ہے - عورت شوہر سے پہلے اُٹھہ کر گھر صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پکائے ' شوہر کو کھلاکر پوجا کرے - تب خود کھائے ' باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی گھر میں جھاڑو

---

(۱) البیرونی جلد ۱ - صفحہ ۱۵۵ -

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - ملو اسمرتی میں لکھا ھے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ھے ' وہاں دیوتا رھتے ھیں - اُسی میں لکھا ھے - آچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ھے ' لیکن ماں باپ سے ھزار گنی قابل تعظیم ھے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ھو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ھم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

---

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ، پرمغز اور بلندپایہ تھا - علماے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ، صرف و نحو ، آیورویدِ ، نجوم ، ریاضیات ، نظریات ، صنعت و حرفت ، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھہ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں‌گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ، ناٹک ، ناول ، قصے ، کہانیاں ، علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ، تامب پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بهاشا عوام کی زبان تهی - یہی بول چال کی زبان تهی - اس کا ادب بهی بہت ترقی کر چکا تها -

(۳) جنوبی هند میں اگرچه علما میں سنسکرت کا رواج تها، مگر وهاں بول چال کی زبان دراوڑی تهی جس میں تامل، تلگو، ملیالم، کناڑی وغیرہ زبانیں شامل تهیں - همارے زمانه میں ان زبانوں کا ادب بهی ترقی کے شاهراه میں گامزن هوا - اب هم سلسله وار ان تینوں بهاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے هیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے همارا دور مخصوص ترقی کر چکا تها - همارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون هو چکا تها، لیکن اس زمانه میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رهی - هم اس زمانه میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہه هے که عیسیٰ کی قبل چهٹویں صدی میں پانینی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہ حوصله نہیں هوا که وه پانینی کے اصولوں سے منحرف هو، کیونکه پانینی کو لوگ مہرشی سمجھتے تهے، اور سب کو ان سے عقیدت تهی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تها - یہ حالت زمانه قدیم سے چلی آتی هے - جبهی تو پتنجلی نے بهی پانینی کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی
کہ پانئی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے -
اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت
کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا -
سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی -
یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں، اس سے بہت قبل
شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن کالی داس، بھاس،
اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو
مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی
جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا
نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور
بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر،
ناٹک، اپدیاس، کتھائیں، وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں
انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ
نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں
تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں
چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے -
خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں
ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی
جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رہی ہیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے ہی ماخوذ ہیں - ہم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں ہم سنسکرت کے بعض ادبی جواہرریزوں کا ذکر کرتے ہیں -

کراتارجن — اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں ہوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے ہے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں ' سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف ہے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے ہیں - ایک شلوک میں تو 'न' کے سوا اور کوئی حرف ہی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त ہے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف ہے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا ہے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج ' فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولی رکھتا ہے -

بھٹی کاویہ — اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ‌خوار تھا ' ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ھے - اس کے ساتھ ھی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ھے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ھاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ھوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات ' لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ھے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ھے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ھے ' بھاروی لطافت معنوی میں یکتا ' دنڈی محاسن شاعری میں فرد ' لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ھے" -

نلواودے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ھے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبي ھے - قافئے صرف آخر میں نہیں ' وسط میں التزاماً لائے گئے ھیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ھے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ھیں - ھر ایک شلوک کے دو معنی ھوتے ھیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ھے ' دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ھیں -

پارشوابھیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکھن کے راشٹرکوٹ راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکھی - اس کی خوبی یہہ ہے کہ پارس ناتھہ کے حالات کے ساتھہ کہیں آخری بند ، کہیں پہلا اور چوتھا بند ، کہیں پہلا اور تیسرا بند ، اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگھدوت سے لیا ہے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی - اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پڑھے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں ، لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارھویں صدی میں لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکھایا ہے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر ہے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے ہیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے -

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل هیں - مشہور شاعر چھیمیندر نے " رامائن منجری " ، " بھارت منجری " اور " دس اوتار چرت " ، " سمے ماترکا " ، " جاتک مالا " ، " کوی کنٹھہ آبھرن " ، " چترورگ سنگرہ " وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا " جانکی ہرن " ، ہردت کا " راگھو نیشدھی " ، منکھہ کا " شری کنٹھہ چرت " ، ہرش کا " نیشدھہ چرت " ، وستوپال کا " نر نارائن آنند کاویہ " ، راجانک جے رتھہ کا " ہر چرت چنتامن " ، راجانک رتناکر کا " ہر بجے مہاکاویہ " ، دامودر کا " کٹنی نیمت " ، باگ بھٹ کا " نیمی نروان " ، دھننجے کا " دوی سندھان مہاکاویہ " ، سندھیاکر نندی کا " رام چرت " ، ولھن کا " وکرمانک دیو چرت " ، پدم گپت کا " نو ساھسانک چرت " ، ھیم چندر کا " دویا شرے مہا کاویہ " ، جیانک کا " پرتھوی راج بجے " ، سوم دیو کی " کیرتی کومدی " ، اور کلھن کی " راج ترنگنی " ، صدھا رزمیہ نظمیں ھیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ھیں -

مجموعہ لطائف و ظرائف

ھمارے زمانہ میں لطائف و ظرائف کے کئی اچھے مجموعہ ھو چکے تھے - آمت گتی (۹۹۳ ع) کے " سوبھاشت رتن سندوہ " اور بلبھہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے " سوبھا

---

(۱) کئی علما اسے چودھویں صدی کی تصنیف مانتے ھیں مگر یہہ صحیح نہیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں ھوا تھا امر کوش کی "ٹیکا سروسو" نام کی تشریح میں "سوبھاشتاولی" کے اجزا نقل کئے ھیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودهہ عالم کا مجموعہ بهی ملتا هے
جو مشہور ماهر سلف ڈاکٹر تامس نے ' کویندر بچن سمچے ' کے
نام سے شائع کیا هے - اس کتاب کی بارهویں صدی کی
لکهی هوئی ایک نقل ملی هے - مگر کتاب یا مصنف کا
نام ابهی تک تحقیق نهیں هو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتهاؤں اور قصوں کا بهی خاص درجہ هے -
همارے زمانے میں اس صنف کو بهی ادیبوں اور مصنفوں نے
نظرانداز نهیں کیا - چهوٹی چهوٹی کهانیوں کا رواج هندوستان
میں زمانۂ قدیم سے چلا آتا هے - بودهوں اور جینیوں کے
مذهبی تصانیف جس وقت لکهی گئیں ' اس زمانہ میں
اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تهی - سنہ ۶۰۰ع
سے قبل کتنی هی کتهائیں بن چکی تهیں جو مہابهارت
اور پورانوں میں شامل کر دی گئی هیں - مشہور زمانہ
' پنچ تنتر ' بهی تیار هو چکا تها - اس کے ترتیب کا زمانہ
ابهی تحقیق نهیں کیا جا سکا - هاں سنہ ۵۷۰ عیسوی
میں اس کا پهلوی زبان میں ترجمہ هو چکا تها - یہ کتاب
اتنی مقبول هوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بهی
اس کے تراجم هو گئے - اس کے سوا همارے زمانہ کے بہت
پہلے ' برهت کتها ' بهی موجود تهی جسے "گناڈهہ" نام
کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکها تها - دنڈی '
سوبندهو اور بان وغیرہ شعرا نے یہی تحقیق کی هے -

چھیمندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں " برہت کتھا منجری "
کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت
سوم دیو نے بھی " کتھا سرت ساگر " کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی
اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا -
اس کا تیسرا ترجمہ بھی " برہت کتھا شلوک سنگرہ " کے
نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال " پچیسی " " سنگھاسن
بتیسی " اور شوک بہتری " وغیرہ قصص کے مجموعے بھی
ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم
سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور
وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے
ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا
ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی
نثر کے ناول یا " آکھیائکائیں " بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ
سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان
شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات
ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی
زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ
تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی
کی تصنیف " دش کمار چرت " سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و
رواج " عام تہذیب " راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام
برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندهه کا بنایا هوا ‹ واسودتا › بهی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف هے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بهرمار هو گئی هے که اس کو سمجهنا لوهے کے چنے چبانا هے - کہیں کہیں تو ایک هی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے هیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پته بهلے هی ملتا هو ، پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت هی ادق هے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجهنے میں دقت معلوم هوتی هے - بان کے ‹ هرش چرت › اور ‹ کادمبری › بهی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں هیں - ‹ هرش چرت › ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب هے - اس سے هرش کے زمانه کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی هے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرهے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا هے - جذبات اور زبان هردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف هے - اِس کی زبان مشکل نہیں هے اور لطافت بهی پہلی کتاب سے زیادہ هے - اس کو پورا کرنے کے قبل هی بان کا انتقال هو گیا - اس کا قصۂ ثانی اس کے بیٹے پلن بهٹ نے لکهکر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکهنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی هیں که اور کسی مصنف کے هاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہه ضرب المثل هو گیا هے که ساری دنیا کے ادیب بان کے آتهه خوار هیں سوڈهل کی ‹ اُدے سندری کتها › اور دهن پال کی ‹ تلک منجری › بهی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے هیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانٹنی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چھٹوھی صدی میں پیدا ہوا ' اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے - پانٹنی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھہ کٹکا" بلندپایہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھہ دکھائے گئے ہیں - قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور واقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجہ کے ہیں - اس کا تیسرا ناٹک ' ناگانند ' ہے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانۂ زیر تنقید میں ہوا - بھوبھوتی برار کا رہنے والا براہمن تھا - اُس کے تین ناٹک ' مالتی مادھو ' ' مہابیر چرت ' اور ' اُتر رام چرت ' موجود ہیں - ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے - ' مالتی مادھو ' میں ' شرنگار رس ' (حسن و عشق) ' مہابیر چرت ' میں ' بیر رس ' (دلاوری) اور ' اُتر رام چرت ' میں ' کرونا رس ' (درد و غم) غالب ہے - مگر جذبات درد کے اظہار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر تفوق ہے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے - اُس کے ناٹکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں - بھٹ نارائن بھی تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ہوا - اس کا ' بینی سنگھار ' ناٹک بہت اونچے درجہ کا ہے - اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے - چنانچہ ' ویر رس ' اس کی خصوصیت ہے - ' مدرا راکشس ' کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا - یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ہے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے - راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وظیفہ‌خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جید عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے "بال راماین" اور بال "مہابھارت کا" موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا ناٹک "ودھہ شال بھنجکا" ایک ظرافت آمیز ناٹک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا "ھنومان ناٹک" لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) "پربودھہ چندرودے" نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ہمسر نہیں - اس میں قناعت، عفو، حرص، طمع، غصہ، تکبر، حسد، نگاہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ہیں - مراری کا لکھا ہوا "انرگھہ راگھو" بلھن کا لکھا ہوا "کرن سندری" (ناٹکا)، چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس‌راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - "کراتار جنی" (ایک ایکٹ کا ناٹک) "کرپور چرت" (بھانڑ - مذاقیہ ڈراما) "رکمنی پرنے" (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - "ترپرداہ" (ڈم - شیطانی ڈراما) "ھاسیہ چوڑامنی" (ظرافت کا ڈراما) اور "سمدر متھن" (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوہان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ھوا " ھرکیلي ناٹک "، سومیشور کا " للت وگرہ راج "، پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرھلادن دیو کا " پارتھہ پراکرم "، وغیرہ اچھے ڈرامے ھیں - ان کے علاوہ اور بھی صدھا ناٹک لکھے گئے، جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

لہجہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ھمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائي - ادب کے خاص ارکان صنائع، رنگ (رس) اور لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ھوئیں - ممت نے " کاویہ پرکاش " لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقي حصہ الکھہ سوري نے لکھا - گوبردھن آچاریہ کا " دھون آلوک " بھاما کا " النکار شاستر " - راج شیکھر کي " کاویہ میمانسا " ھیم چندر کا " کاویہ انوشاسن " باگ بھٹ کا لکھا ھوا " کاویہ انوشاسن " اور " باگ بھٹ النکار " ادبھٹ کا " کاویہ النکار سنگرہ " رودرت کا " کاویہ سنگرہ " بھوج کا " سرسوتی کنٹھہ آبھرن " خاص طور پر ذکر کے قابل ھیں - اس موضوع سے متعلق ھمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف ھوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ھے - اس پر بھي متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ھیں، جن میں پینگل اچاریہ کا " پنگل چھند سوتر " سب سے قدیم ھے - ھمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بھوشن ، ھیمچلدر کا د چھند انوشاسن ، اور چھیمیلدر کی
تصلیف د سوورت تلک ، قابل ذکر ھیں -

ھم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ، ناٹک ،
اوپلیاس ، تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان
فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ھوا تلف ھو گئے -
جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے -
ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی
اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسري نظر

سنہ ۷۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر
سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ
زمانہ انتہائی ترقي کے درجہ پر پہونچا ھوا تھا - کاویہ ،
صنائع ، چھند شاستر (علم عروض) ، ناٹک ، سبھی اصناف شاھراہ
ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض
حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ، درد ،
وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بھی نظر آتی ھے - اخلاق اور
تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے -
بھاروی کا د کراتارجنیي ، سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی
تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور د ھرش چرت ، میں
جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی -
بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش
موجود ھے -

شاعری هندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں هی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا هی نہیں ' هم دیکھتے هیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش هے - اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اهمیت دی جاتی تھی - وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن هی اولیٰ اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل هو چکی تھی - پانِنی کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے بارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے - شرب ورما کا "کاتنتر ویاکرن" بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیریں مل چکی هیں - هم دیکھتے هیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن هندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رہا - پنڈت هونے کے لئے ویاکرن میں ماهر هونا لازمی تھا - همارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پنڈت

جیادتیہ اور بامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانڈی کے
ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا -
یہہ بہت مفید تصنیف ھے - بھرت ھری نے بھاشا شاستر
(علم اللسان) کے نقطہ نگاہ سے ویاکرن پر 'واکیہ پردیپ'
نام کي ضخیم کتاب لکھی اور 'مہابھاشیہ دیپکا اور
مہابھاشیہ ترپدي' نام کے خطبے بھي تیار کئے - اس زمانہ
تک 'اُنادي سوتر' بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر
سنہ ۱۲۵۰ع میں اجل دت نے لکھي - پانڈی کے ویاکرن سے
متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھي لکھی
گئیں - چندر گومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب 'چاندر ویاکرن'
لکھا - اس میں اس نے پانڈی کے سوتروں اور مہابھاشیہ
سے بھی مدد لي ھے - اسی طرح جین 'شاکتائن' نے نویں
صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین
عالم ھیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار
قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے ھي زیادہ مبسوط
'سدھہ ھیم' نام کا ویاکرن لکھا - جین ھونے کے باعث
اُسی نے وید کي زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں
کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدھا چھوٹی چھوٹي
کتابیں مرتب ھوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ھیں :
وردھہ مان کي لکھی ھوئی 'گن رتن مہو ددھي' بھاسروگیہ
کی لکھی 'گن کارکا' بامن کی لکھی ھوئی 'لنگانوشاسن'
ھیم چندر کی لکھی ھوئی 'اُنادی سوتر برتی' دھاتو پاتھہ'
'دھاتو پارائن' 'دھاتو مالا' اور 'شبد انوشاسن' وغیرہ -

لغت

هم اوپر لکھہ چکے هیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں ، بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا - اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھہ گیا تھا - اس لئے لغت کی ضرورت محسوس هوئی اور کئی لغت بنے - اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھہ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی هے - کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی هے - امر سنگھہ کا مرتب کیا هو امر کوش جو منظوم لغت هے نہایت مشہور تصنیف هے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا هے - یہہ ' کوش ' اتنا مقبول هوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع هوئیں ، جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا هے - بہت چهیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور هے - پرسوتم دیو نے ' ترکانڈ شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا - یہہ بہت هی مفید مطلب مجموعہ هے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں - اسی مصنف نے ' هاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاھئے - شاشوت کا لکھا ہوا "انیکارتھہ سمچے" بھی نہایت کارآمد تصنیف ھے - ھلایدھہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب "ابھی دھان رتن مالک" نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ھیں - دکھنی عالم یادو بھٹ کا "بیجینتی کوش" بھی اچھی کتاب ھے - اس میں الفاظ، حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف‌وار لکھے گئے ھیں - ان لغات کے علاوہ دھننتے کی "نام مالا"، مہیشور کی "بشو پرکاش" اور منکھہ کوي کی "انیکارتھہ کوش" وغیرہ مجموعے بھی تیار ھوئے - ھیم چندر کا "ابھی دھان چنتا منی" معرکۃالارا تصنیف ھے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ھے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - اِس کا نام "نگھنٹ کوش" ھے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکاپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ھمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقي کی انتہا تک پہونچا ہوا تھا - اس کے قبل ھندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیاے "ویشے شک"،

سانکهیه ، یوگ ، پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) - پانٹنی نے نیاے سے " نیائک " کا استخراج کیا هے - سبهی شعبے " منتہاے عروج " پر تهے - ان کے - علاوہ بودهه اور جین فلسفه نے بهي خوب فروغ حاصل کیا تها - قوم کي خوشحالی ، ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کي جانب سے بےفکری کا قدرتي نتیجه تها که فلسفه کو فروغ هو - سنه ۴۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتهه) مرتب هو چکی تهیں اور ان پر عالمانه و محققانه تفسیریں بهی لکهي جا چکی تهیں -

نیاے درشن

نیاے فلسفه کے اس شعبے کو کہتے هیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کي صورتیں قائم کی گئي هوں - اس درشن کے مطابق ان سوله اسباب (پدارتهوں) کے حقیقی علم پر نجات مبني هے -

دلیل ، وهم ، علت ، وہ شے جو ثابت کی جائے ، تمثیل ، حقیقت ، بحث ، حجت ، تحقیق ، مقدمه ، مناظرہ ، اعتراض ، دلیل فاصد ، انحراف ، تذلیل ، تردید -

دلیل کے چار اقسام هیں - بدیه (پرتیکش) ، قیاس (اتومان) ، تقابل (اُپما) ، اور شہادت (شبد) -

بدیه کي دلیل بزرگوں کے اقوال هیں - معنوی امور کی دلیل وید هوں - وید منجانب خدا هیں - اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پرمیئے (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء ذہنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ہیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (اِرادہ) دویش (منافرت)، پریتن (سعی)، سکھہ، دکھہ اور علم حقیقی، آتما کے ارکان ہیں - آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے - دنیا کا خالق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ایشور میں بهی اعداد ' مقدار ' تشخیص ' اتصال ' انفصال ' ادراک ' ارادہ ' علم وغیرہ صفات هیں مگر مستمر صورت میں - پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق همارا جسم پیدا هوتا هے - عناصر خمسہ حواس کی تخلیق هوتی هے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین -

نیاے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح هوگا کہ هندو نیاے شاستر محض منطق نہیں هے بلکہ پرمیووں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ هے - مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں -

نیاے شاستر کا مصنف گوتم تها - اس کے نیاے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی - اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکهی - یہہ تفسیر نیاے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجهی جاتی هے - واسودتا کے مصنف سوبندهو نے مل ناگ ' نیاے استهتی ' دهرم کیرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا هے - قیاساً یہہ سبهی ساتویں صدی کے آغاز میں هوئے هوںگے - اُدوتکر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکهی ' اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدینا چارج نے تانپریہ پری شدهی نام سے لکهی - سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب , کسمانجلی ، لکهی - اس میں اس نے نیاے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا هے - دنیا میں مسئلۂ توحید پر جتنی کتابیں لکهی گئی هیں

اُن میں اس کا بھی شمار ھے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ھے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رھنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ھے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب " بودھہ دھکار ' لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیاے شاستر سے تعلق رکھتی ھیں -

سنہ ۴۰۰ع سے نیاے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ھوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیاے کہتے ھیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رھنے‌والے دھرم‌پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں " نیاے بندو ' نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ھیم‌چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ھیں - ھاں تبت میں بودھہ نیاے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ھیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ھو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ھوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے " تتو چنتامن ' لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ هے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رهی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج هے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام هے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق هو - مہرشی کناد اس کے بانی هیں - اس درشن اور نیاے درشن میں بہت کچھہ مماثلت هے - دونوں ایک هی فلسفہ کی دو شاخیں هیں اور اُصول میں نیاے کہنے سے دونوں هی مراد هوتے هیں - کیونکہ گوتم کے نیاے میں استدلال کا رنگ غالب هے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک هیں - نیاے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی هے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھہ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا هے - درویہ (مفردات) نو هیں - زمین ' پانی ' روشنی ' هوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث هیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود هیں - من قدیم هے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص هیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھہ صرف چھہ هیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ
« ویستی » ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ ، مزہ ، بو ،
احساس ، تعداد مقدار ، تجرد ، وصل ، فصل ، تقدم ، تاخر ،
ثقل ، رقت ، التزام ، سماع ، تکلیف ، راحت وغیرہ - حرکت
پانچ قسم کی ہے دوری ، قبض ، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیان نہیں - مادہ قدیم
اور لاثانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور
دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ
روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات
کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک
سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد
ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین
درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر
ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست
پاد کا « پدارتھہ دھرم سنگرہ ، غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب
لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے
سنہ ۹۹۱ ع میں « پدارتھہ دھرم سنگرہ ، کی ایک نہایت
عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک
اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی
ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علت هے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق هوئی هے - آتما هی پرش هے - وہ عمل سے خالی' شاهد ' اور فطرت سے جدا هے - سانکھیه کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں هے - اس فرقه کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل هیں - " پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اهنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسه اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیه درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم هے - بدھه کے زمانه میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیه درشن میں چونکه مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھه نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی " سانکھیه کارکا ' پر " سانکھیه تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقه کی کتابیں کم ملتی هیں اور جو ملتی بھی هیں وہ همارے دور کی نہیں - یہه امر یقینی هے که اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بھی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا هے - ایشور کرشن کی " سانکھیه کارکا ' اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا که البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاهر هوتا هے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے هیں - اُپنشدوں میں جس سانکھیه کا

ذکر آیا ھے اس سے تو وہ موحد معلوم ھوتا ھے پر ایشور
کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت
کیا ھے -

یوگ

یوگ وہ درشن ھے جس میں خیال کو یکسو کرکے
ایشور میں مستغرق ھو جانے کے طریقے بتلائے گئے ھیں -
یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے
متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ھی کی تائید کی گئی ھے
لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس
عناصر مانے گئے ھیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے
اثر سے پاک ، ایشور ھے - اس میں یوگ کے مقاصد ،
ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ھے -
یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار
ھوتا ھے : جہالت ، انانیت ، خواھش ، کینہ ، اور الفت -
ھر ایک آدمی کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا
پڑتا ھے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر
کو یوگ کہتے ھیں - یوگ کی عملیات کی مشق کرتے
کرتے بتدریج انسان کامل ھو جاتا ھے اور بالآخر نجات حاصل
کر لیتا ھے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور
قید زمان سے آزاد ھے - دنیا دارالمحن ھے اس لئے قابل
ترک - یوگ کے آٹھہ ارکان یہہ ھیں - تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز
نشست ، حبس دم ؛ تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وهی خیال ہے جو سانکھیہ کا ہے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا هندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے هي اس کے مقلد هو گئے - یوگ سوتروں کی ' ویاس بھاشیہ ' کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا ' یوگ سار سنگرہ ' بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش هو گئی اور جسم کے اندر کئي چکر بنا ڈالے گئے - هتھہ یوگ ' راج یوگ ' لے یوگ ' وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے میمانسا کا نام نیاے تھا - ویدک اقوال کے باهمي مناسبت اور توازن کے لئے جیمني نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیاے کے نام سے مشہور تھے - ' آپستمب دھرم سوتر ' کے نیاے سے پورب میمانسا هی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق ' سار سنگرہ ' نامی کتاب لکھی جو ' نیاے مالا وستار ' نام سے مشہور ہے - اسي طرح

واچسپتی نے "نیاے کنی کا" نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وجدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی اولیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے "شبد" یا آواز کو قدیم مانتے ہیں، نیاے والے حادث، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہي وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے هو گئے -
اُن میں ایک کا بانی کمارل بهٹ ساتویں صدی میں هوا - اس نے
میمانسا پر "کاندتر وارتک" اور "شلوک وارتک" دو کتابیں تصنیف
کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودهوں پر
اعتراضات کئے - مادهو اچاریہ نے اس موضوع پر "جیمنیہ
نیاے مالا وستار" نام سے ایک معرکةالارا کتاب لکھی -
اس فلسفہ کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا کہ "کرم کانڈ"
(شریعت) اور "گیان کانڈ" (معرفت) میں سے سابق کی
اس میں تفصیل کی گئی هے - اس لئے نهیں کہ یہ "اُتر میمانسا"
یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی همارے دور میں سب سے
زیادہ اشاعت هوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں
کی تصانیف کی طرح بهت پہلے بن چکے تھے - اس کی
سب سے قدیم تفسیر جو بهاگری نے لکھی اب موجود نهیں -
دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود هے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذهبی اور علمی انقلاب
پیدا کر دیا - مذهبی انقلاب کا مختصر ذکر هم اوپر
کر چکے هیں - انهوں نے ویدانت میں "ادویت واد"
یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ
هونا اتنے محققانہ اور مجتهدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھ ذکر آتا ہے جسے شنکراچاریہ نے بہت اهمیت دے کر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے "ویدانت سوتر، گیتا اور اپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال، لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا، بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور، جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست — کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول دونوں هے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وہ سب خیالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی هے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ هے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال هے کہ یہہ برهم کی فرضی صورت هے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا هے اسی طرح ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطہ آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے هیں - یہہ عالم نہ تو برهم کی حقیقی صورت هے اور نہ اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا هے - برهم کے ساتھہ مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا هے - گیان سے مایا کا پردہ دور هو جاتا هے اور حقیقی ایشور رہ جاتا هے - مایا ایک ناقابل بیان شے هے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودهہ دهرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودهہ ثانی کہتے هیں - اگرچہ بودهہ دهرم کے زوال کے ساتھہ بودهہ فلسفہ کا بھی انحطاط هو گیا تھا پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیرؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رمانوج اور ان کا وشست ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اِسے ہم وششت‌ادویت واد کہہ سکتے ھیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برھم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ھیں - اس فرقہ میں اگرچہ برھم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ھی مانے جاتے ھیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ھو جاتے ھیں - جیو اور برھم میں وھی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

هے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی هے اسی طرح جیو بھی برهم هی سے نکلتا هے - برهم واحد هے اور کثیر بھی - وہ صرف علت هے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن هی کے اصولوں سے ماخوذ هیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ هے - اِسے "بھیدا بھیدواد یا دویت‌آدویت بھی کہتے هیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت‌واد کے نقطہ سے کی اور 'شری بھاشیہ' لکھا - انہوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ هوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت هوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں هی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے بھی سات پرانے اُپنشدوں' بھگوت گیتا' بھاگوت پران' اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے "تتو سنکھیان' نامی کتاب میں کیا هے - انہوں نے ایشور' جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا هے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذهبی صورت هی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح همارے دور میں ویدانت فرقه نے بہت زیادہ ترقي کی - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کي تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئے - اگر چه ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ هیں مگر شنکراچاریه کا ادویت واد سب پر حاوي هے - اُس کا ایک نتیجه یهه بھي هوا که سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے هندؤں کے جو پہلے هی بودهه دهرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے هوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم هے -

چارواک

ان چھه فلسفیانه فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقه بھی بہت قدیم هے - اس کے سوتروں کا مصنف برهسپتی زمانه قدیم میں هو گزرا تھا - بودهوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقه کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نهیں کہا جا سکتا یهه فرقه کب تک منتظم صورت میں قائم رها - اتنا تحقیق هے که شنکراچاریه کے زمانه میں بھی یهه فرقه اتنا مطعون نه هوا تھا که اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودهه فلسفه

بودهه دهرم کا زوال شروع هو گیا تھا لیکن بودهه فلسفه بہت عرصه تک قائم رها - بودهه دهرم کے آغاز کے ساتھه

هی اس کا فلسفہ معرضِ وجود میں نہ آیا تھا - بودھہ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھہ دھرم کے اصولوں کا ذکر هم پہلے کر چکے هیں -

جین درشن

جین فرقہ کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی هیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھہ هی دنوں میں جین فلسفہ نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر هم اوپر کر چکے هیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذهبی اصول "سیاد باد" کا کچھہ مختصر تذکرہ کرنا ضروری ہے -

انسان کا علم غیر یقینی ہے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین هی کے ذریعہ وہ هر ایک چیز کی صورت قائم کرتا ہے جو اس مغالطہ سے مبرا نہیں - اس لئے یہہ لازمی نہیں کہ اُن کے مشاهدات همیشہ صحیح هوں - اگرچہ وہ انہیں صحیح سمجھہ رہا هو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز هوا ہے - وہ هر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے هیں - (۱) شاید هو (۲) شاید نہ هو (۳) شاید کسی صورت میں هو کسی صورت میں نہ هو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا هو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں ہو، کسی صورت میں نہ ہو،
پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ
کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمي ترقی پر سرسري نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمي
تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضع ہوگا کہ سبھی عقائد
اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد
منتہائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے -
ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری
طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیاے،
ویدانت، یوگ توحید کي اشاعت کر رہے تھے، تو دوسری
طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب
میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے
تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربي فلسفہ پر ہندوستاني فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا
اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ
خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिवेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुत: ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ہے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھیلس، ایمپی ڈاکلس، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -
(۲) ڈاکٹر ان‌فیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ٦۵ -
(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -
(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کرینگے -

شلیگل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچا فلسفہ ہندوستانی فلسفہ کے شمس نصف‌النہار کے سامنے ایک تمتماتے ہوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل، دھرم اور ادھرم، ذی روح، غیر ذی روح اور روح، جبر و اختیار، روح اور خدا، وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین، انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ہے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایبسنٹ لکھتی ہیں : ہندوستان کا علم‌الذہن یورپ کے علم‌الذہن سے زیادہ مکمل ہے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴) -

---

(۱) ہسٹری آف لٹریچر -
(۲) ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن نیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ع -
(۴) ہسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانۂ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براہمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانۂ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسیٰ سے بھی قبل 'بردھہ گرگ سنگھتا' اور جینیوں کی 'سری پنتی' وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ہو چکیں تھیں - 'آشولائن سوتر' 'پارسکر گرہ سوتر' مہابھارت اور 'مانو دھرم شاستر' میں جوتش کی کتنی ہی باتیں ماخوذ ہیں - عیسیٰ کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل 'سوریہ سدھانت' تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی 'پنچ سدھانتکا' میں کیا ہے - وہ موجود ہے - حال کا 'سوریہ سدھانت' اس سے جدا اور جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی 'پنچ سدھانتکا' میں اُن پانچ سدھانتوں پولش' رومک' وسشت 'سور' اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

---

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاٹا چاریہ ' سنگہا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بہٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضع ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بہٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بہٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بہٹی ' لکھی - اُس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۳۹۹۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھي تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ بہٹ بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپني کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سي باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۷۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع تک کي فلکیاتي تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برہم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براہم اسپہٹ سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی هے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل هے - اس نے گیارهویں باب میں آریه بهٹ کا تبصرہ کیا هے - اس کے کچھه برسوں کے بعد مشهور عالم للّ هوا جس نے اپنے ' للّ سدهانت ' میں آریه بهٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے هوے لکها هے که اگر زمین گردش کرتی هوتی تو درخت پر سے اُڑا هوا پرند اپنے گهونسلے میں پهر نه جا سکتا - (۱) لیکن للّ کو شاید معلوم نه تها که زمین معه ماحول کے گردش کرتی هے - اگر یهه بات اسے معلوم هوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بهدا اعتراض نه کرتا - للّ کے بعد همارے دور میں چترویدی پرتهودک سوامی نے سنه ۹۷۸ع کے قریب برهم گپت براهم سپهت سدهانت ' کی تفسیر لکهی - سنه ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے ' سدهانت شیکهر ' اور ' دهی کوتد ' (علم الاعداد) ' برن نے برهم گپت کے ' کهنڈ کهاد ' کی تفسیر اور بهوج دیو نے ' راج مرگانک ' لکهے - برهم دیو نے گیارهویں صدی کے آخر میں ' کرن پرکاش ' نام کی کتاب مرتب کی -

همارے دور کے آخر میں مشهور جوتشی مهیشور کا فرزند بهاسکراچاریه هوا - اس نے ' سدهانت شرومنی ' ' کرن کوتوهل ' ' کرن کیسری ' ' گرہ گنت ' ' گرہ لاگهو '

---

(۱) यदि च भ्रमति क्षमा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

" گیان بہاسکر " " سوریہ سدھانت ویاکھیا " اور " بہاسکر دیکشنی "
لکھی - " سوریہ سدھانت " کے بعد " سدھانت شرومنی "
مستند کتاب مانی جاتی ھے - اس کے چار حصے
لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیاے اور گولادھیاے ھیں -
پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ھیں اور پچھلے دو جوتش
سے متعلق ھیں - بہاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین
کے گول ھونے اور اس میں قوت کشش کے ھونے کے اصولوں
کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ھے - وہ لکھتا ھے :-

" کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم
ھوتا ھے - ھماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ھے - انسان
کو اس کے محیط کا بہت ھی چھوٹا حصہ نظر آتا ھے -
اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ھے " (۱) -

" زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ھر ایک چیز کو
اپنی طرف کھینچتی ھے - اسی لئے ساری چیزیں اس پر
گرتی ھوئی نظر آتی ھیں " (۲) -

---

(۱) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے هی بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا ھے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ھے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ھے -

اس سے معلوم ہوتا ھے کہ همارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں همارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ھے - ڈبلیو ڈبلیو هنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے هندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں " سند هند " کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ هارون رشید اور المامون نے هندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اهل یونان کی طرح اهل هند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام " ارض بھر " رکھا گیا (۳) - چین میں بھی هندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ھے - " بروج فلکی کی تقسیم ، شمسی اور قمری مہینے ، سیاروں کی رفتار کا تعین ، طریق الشمس ، نظام شمسی ، زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا ، چاند کی رفتار

---

(۱) هنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -
(۲) مل - هسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ' سیاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرہن کا حساب ' وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم ہیں " (ا) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو سیاروں کی گردش اور محل وقوع سے انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں - " بردھہ گرگ سنگھتا " میں بھی اس کا کچھہ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - تنتر ' ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں ' شہاب ثاقب ' شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی " برہت سنگھتا " پھلت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکان بنوانے ' کنوئیں اور تالاب کھدوانے ' باغ لگانے '

(ا) مل - ہسٹري آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

موورتی قائم کرنے اور ایسے هی دیگر امور کے لئے متعدد
شگون درج هیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت
روانگی کے متعلق بهی کئی کتابیں لکهیں - پهلت جوتش
هی پر "برهج جاتک" نام سے اس نے ایک ضخیم
کتاب لکهی جو بہت مشہور ہے - سیاروں کا محل دیکهہ کر
انسان کا مستقبل بتلانا هی اس کتاب کا خاص موضوع ہے -
سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتهویشا نے پهلت
جوتش کے متعلق "هورا کهٹ پنچاشکا" نام کی ایک
کتاب لکهی - دسویں صدی میں بهٹوتپل نے وراہ مہر کی
تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیں لکهیں - سنہ ۱۰۳۹ع
میں شری پت نے اسی صنف میں "رتن مالا" اور "جاتک
پدهتی" نامی کتابیں لکهیں - زمانہ مابعد میں بهی
اس صنف میں اور کتابیں لکهی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتهہ علم الاعداد کا ارتقا بهی لازمی تها -
هم دیکهتے هیں کہ چهٹویں صدی تک هندوستان علم الاعداد
میں انتہائی منزل تک پهونچ چکا تها - اس نے ایسے
ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تهی جن کا مغربی
علما کو کئی صدیوں کے بعد علم هوا - مشہور عالم
کلجوری نے اپنی "هسٹری آف میتهمیٹکس" میں لکها ہے
"یہہ امر قابل غور ہے کہ هندوستانی علم الاعداد نے همارے
موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم‌الحساب دونوں کا عمل اور انداز هندوستانی هے ' یونانی نہیں - علم‌الاعداد کے ان مکمل نشانات اور هندوستانی علم‌حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی هی طرح مکمل هیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برهمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں هیں - بدنصیبی سے هندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچي هوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا هے " هندوستاني علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر هے - هندوستانی حساب وہ هے جس کا هم آج بھی استعمال کرتے هیں -

علم‌الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ‌خیز هوگا - هندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم‌الاعداد کا هے - دنیا میں علم حساب ، نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی هے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد هے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا هے - یہہ ترتیب اهل هند نے هی لگائي اور دنیا کے هر ایک گوشہ میں

پھیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم هوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد هونے کے متعلق کچھ لکھنا بے محل نہ هوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں، وصیت ناموں، سکوں، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا هے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۹۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی هی تھی جیسی اب هے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان هی بنایا جاتا تھا - علی هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رهتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دهائی کے عدد لکھکر اس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کي علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسي ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کي عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کي عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد ایکائي کی عدد رکھی جاتی تھي - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کي علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھي آڑي (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑي جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علیٰ ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا ، اِس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰ ،

اور ۶ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی ہیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں ہوتا تھا ہندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انہیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کہنے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھ کے لئے مینڈھک اور ۱۰ لاکھ کے لئے ایک انسان ہاتھ پھیلائے ہوئے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاہر ہے کہ یہ علم‌الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فنیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے ہیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی ہی پیچیدہ ہے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بوس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھہ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو ' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو ہیرےتک کہتے ہیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی ہیرےتک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتاب میں سنہ لکھتے ہیں ' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھہ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

ہونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انھیں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد ہندوستان ہے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہٹا دی جاتی ہے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جاتی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھئوں عدد '۱' ہی کے ہیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ہے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اہل ہند نے اس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی تک قدیم ہندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اہل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے ' پنچ سدھانت کا ' میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اہل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برہت سنگھتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ' اقتباس کیا ہے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۳۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ا کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور ایکائی کے مقام پر ا کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی ' یونانی ' عربی قومیں هندسه کا کام حروف تہجی سے لیتی تهیں - عربوں میں خلیفه ولید کے زمانه تک اعداد کا رواج نه تها (سنه ٧٠٥-٧١٥ع) - اس کے بعد انهوں نے هندوستان سے یهه فن سیکها (١) -

اس کے متعلق 'انسائکلوپیڈیا برٹنیکا' میں لکها هے "اس میں کوئی شک نهیں که همارے موجوده فن عدد کی تخلیق هندوستان میں هوئی هے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتهه جنهیں ایک هندوستانی سفیر سنه ٧٧٣ع میں بغداد میں لایا تها ' یهه اعداد عرب میں داخل هوے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشهور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانه سے اس کا رواج بڑهنے لگا" -

"یورپ میں یهه مکمل اعداد معه صفر عیسوی کی بارهویں صدی میں رائج هوے اور اُن اعداد سے بنا هوا علم حساب 'الگورتهمس' (الگورتهم) نام سے مشهور هوا - یهه غیر مانوس نام محض 'الخوارزمی' کا لفظی ترجمه هے جیسا که رنیاڈ نے قیاس کیا تها - الخوارزمی کی

---

(١) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکهو "بهارتی پراچین لپ مالا" صفحه ١١٠-١١٨ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمۂ کی
ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس
قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ
نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی
علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو
مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربي یورپ
میں میکسمس پلینڈوڈس نے رائج کیا - ' زیرو ' لفظ عربی
کے ' صفر ' سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے
' صفر ' کو ' جفرو ' کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : " اہل ہند
اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے
جیسے کہ ہم عبراني حروف کي ترتیب سے عربی حروف سے
کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس
طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ' اُسي طرح اعداد
ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنہیں ' انک ' کہتے ہیں
مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں
وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں -
جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی
زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے
جس سے معلوم ہوا کہ کوئي قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اهل عرب بھی ایک هزار تک هی شمار کر سکتے هیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی ھے - هندو هی ایسی قوم ھے جس کے اعداد ایک هزار سے زائد هیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے هیں جیسے ' پراردھہ ' کہتے هیں - میں نے ایک کتاب لکھہ کر بتلایا ھے کہ اهل هند اس علم میں هم سے کس قدر آگے بڑھے ہوے هیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود هیں وہ بیشتر جوتش کے اُنھیں علما کی هیں جن کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' براهم اسپھٹ سدھانت ' میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل هیں - اِن کتابوں کے مطالعہ سے معلوم هوتا ھے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ھے - اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' تراشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر محدود ' کتک اور شریڑھی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ھے -

---

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ھی نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ھمیں الجبر و المقابلہ کے منتہی اصولوں کے بیانات ملتے ھیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا ھوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ھے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بھی ھندوستان میں ھی یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ھندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ھے - ھندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات ھیں - ھندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج ھوئے - ھندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ ھیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اھل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا ھو -

بهاسکراچاریه نے یهه بهی ثابت کیا هے که—

ع × ۰ = ع ؛ ۲ = ۰ ؛ √۰ = ۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰

هندوستان سے هی جبر و مقابله کا علم اهل عرب کی وساطت سے یوروپ پهونچا - پروفیسر مونیر ولیمس کهتے هیں که جبر و مقابله ، علم خط ، اور علم نجوم هندوستانیوں هی کی ایجاد هے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں هوئی (۲) -

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بهی هندوستان میں بهت ترقی کی تهی - قدیم هندوستان میں علم خط کا ذکر بودهائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا هے - قربانگاهوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بهت استعمال هوتا تها - یگیه اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروهت جانتے تهے که مستطیل کا رقبه مربع میں اور مربع کا رقبه دائره میں کس طرح لایا جا سکتا هے - یهه علم بهی یونانی اثرات سے پاک تها - علم خط کی کچهه مشقیں درج ذیل هیں جو همارے زمانه تک ایجاد هو چکی تهیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث قائم الزاویه کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعه مساوی هوتا هے وتر کے مربع کے -

---

(۱) انڈین وزڈم - صفحه ۱۸۵ -

(۲) ونے کمار سرکار - هندو ایچیو مینٹس اِن اکزیکٹ سائنسز صفحه ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) √‾ کی اصلی قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃالاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ، دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برهم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور ہلیلجی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ، لل ، اریہ بھٹ (ثانی) ، وراہ مہر ، برهم گپت ، مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ، سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ہندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انھوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں "برت پاد" کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاص تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن، علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

جسد انسانی کی ھڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ھے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوھستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ھیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ھوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ھوئی ھیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ھیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ھے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مورخوں میں اختلاف ھے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ھے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ھے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ھے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ھو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ھمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ھیں -

ھمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ھیں - ' اشٹانگ سنگرہ ' اور ' اشٹانگ ھردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ' اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ ھی ھے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا ھے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے ' مادھو ندان ' نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ھے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ھے - برند کے ' سدھہ یوگ ' میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ھے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے ' چرک ' اور سشرت ' کی تفسیر لکھنے کے علاوہ ' سدھہ یوگ ' کی بنیاد پر ' چکتسا سار سنگرہ ' نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے ' شارنگ دھر سنگھتا ' لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ھیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ھے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں ' شبد پردیپ ' ' اور ' نگھنٹو ' مشہور ھیں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ھڈیوں ' رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ھے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - ' سشرت ' میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس، بھاردواج، اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ہے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے - "ونے پتک" کے مہابگ میں لکھا ہے "اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا" (۲) - اس زمانہ میں "جیوک" نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ہے - اُس نے بھگندر، امراض سر، کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - "بھوج پربندھ" میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے - نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اہل مقدرت کے لئے چاندی، سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تیز، چکنے، مضبوط، خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا عملوں کے لئے مختلف آلات کی دھار، قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے صندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

---

(۱) यद्‌यासं दिवोदासाय वर्त्तिं भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १ २-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ا -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھہ قسم کے
ہوتے تھے - قطع کرنے والے ' چیرنے والے ' پانی نکالنے والے '
رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ' دانت یا
پتھر وغیرہ نکالنے والے ' فصد کھولنے والے ' نشتر لگے ہوئے
حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - ہمارے
دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں
بتلائی ہیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی
ہے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھہ دیا ہے
کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا
آلات کی تعداد بھی غیرمعین رہیگی - طبیب حسب
موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان
کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر ' بھگندر ' امراض رحم '
امراض بول ' امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات
کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ ہیں
برن وستی ' وستی یلنتر (سینہ اور معدہ کی صفائی
کا آلہ) ' پشپ یلنتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) '
شالاکا یلنتر ' نکھہ آکرت ' گربھہ شنکو ' پرجنن شنکو (زندہ
بچے کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ' سرپ مکھہ (سینے
کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر
کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے
مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں
لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال ہوتا تھا - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تھا کہ وہ زہریلی تو نہیں ہے - فشی کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دی جاتی تھی - ناسور اور پھوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال ہوتا تھا - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑھ کے مرض میں کیا جاتا تھا - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا ہے وہ یہی ہے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تھے - دانت اکھاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا ہے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تھا - دودھ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تھے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بھی اُنہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا ہے کہ یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں ہندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

---

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحی کے شائق ہوں وہ ناگری پرچارنی پترکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چھپے ہوئے "پراچین شاید تنتر" مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) وائز - ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا، گج آیوروید، گج درپن (ہاتھیوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برھسپت کی تصنیف گج لکشن، گووید شاستر (مویشیوں کا علاج، چےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل، کی تصنیف شالی ھوتر شاستر، اشو تنتر، گن کی تصنیف اشو آیور وید، اشولکشن، وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہہ کتابیں زیادہ‌تر ہمارے ھی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل، (۲) پیدائش، (۳) اصطبل کا انتظام، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات، (۵) ان کے عیب و ھنر، (۶) ان کے جسم اور اعضا، (۷) ان کی بیماری اور علاج، (۸) ان کے فصد کھولنے، (۹) ان کی خوراک، (۱۰) انھیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھہ ھی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ھندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ھندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انھیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھہ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ھے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ھوا ھے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ھیں اور قریباً ۲ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ھے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ھیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ھیں - ساتویں دن وہ کالے ھو جاتے اور دو ھفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ھیں - تین ھفتہ میں ان کے دانتوں میں زھر پیدا ھو جاتا ھے - سانپ ۲ ماہ میں کینچل چھوڑتا ھے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ھوتے ھیں - تلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ھے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماھر ھے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ھے (۱) -

ھمارے دور میں جین عالم ھنس دیو نے "مرگ

(۱) ونے کمار سرکار - ھندو ایچیومنٹس ان ازیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوتے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہتر غاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھہ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، ہرن، گیدڑ، بندر، چوہا، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھہ، ہنس، باز، سارس، کوا، اُلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) -

شفاخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاہیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یوروپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسانگ نے بھی تکش شلا ، متی پور ، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیوروید کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا " مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ہے اور پنڈت وی وجے راگھواچاریہ ، ترپتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وہاں سے یوروپ میں داخل ہوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - ہندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل ہو کر ابھی تک قائم ہے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوھے ہندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتنی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا ہے - ہارون رشید نے کئی ہندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے ہی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا ہندوستانی علم طب کا ممنون ہے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ ہمارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں ہم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے ہیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) ہر بلاس سارا - ہندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۶۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۶۹ -

(۳) ہسٹری آف ہندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ ہندو میڈیسن - صفحہ ۳۰ -

میں کہا تھا - "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے" - سر ولیم هنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ' اندروني اعضا ' پٹھوں ' رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگھلنٹو (قرابادین) میں معدنی ' نباتاتی اور کیمیائي ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھہ ہدایتیں کي گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ' پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق ' بھگندر ' بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوے لکھتے ہیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھہ سیکھہ سکتے ہیں ' مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی" (۲) -

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۱۲۰ -
(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں - یعنی دوست، مذہب، حظ نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ہے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہہ ہیں :- اودالک، (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابھرو، دتک، سوبرن نابھہ، گھوٹک مکھہ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھہ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الھر، کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ھے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ' زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ھیں - ان ابواب سے واضح ھوتا ھے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ' اعلی اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ھمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے ' رتی رھسیہ ' لکھا - آج کل کے ھندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ھیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے ' پنچ سایک ' نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ھوا ' ناگر سربسو ' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ھے - ھمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ھندوستان نے زمانہ قدیم سے ھی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ھی ھے جو سام گان کے نام سے مشہور ھے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ھوتا ھے - شارنگ دیو کی ' سنگیت رتناکر ' اس فن کی مستند تصنیف ھے - مصنف نے اس میں ھمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماہروں کے نام دئے ہیں - سداشیو، شیو، برہما، بھرت، کشیپ، متنگ، یاشٹک، درگا، شکتی، نارد، تمبرو، وشاکھل، رمبھا، راون، چھیتر راج، وغیرہ - اس سے ثابت ہوگا کے ہمارے دور کے قبل موسیقی رفعت کے کس درجہ تک پہونچ چکی تھی -

ہمارے دور میں بھی موسیقی پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں جو آج مفقود ہیں - مگر ان کا پتہ شارنگ دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا ہے - مندرجہ بالا ناموں کے علاوہ رودرٹ (۹۵۰ ع)، نان دیو (۱۰۹۶ ع)، سومیش (۱۱۷۰ ع)، راجہ بھوج (اگیارھویں صدی)، پرمردی (چندیل - ۱۱۲۷ ع)، جگدے کمل (۱۱۳۸ ع)، لولٹ، ادبھٹ (۸۰۰ ع)، شنکک، ابھی نوگپت (۹۹۳ ع)، اور کیرتی دھر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بھی لکھے ہیں - سنگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سنگھن کے دربار کے استاد شارنگ دیو نے تیرھویں صدی کے آغاز میں لکھا تھا - اس لئے وہ ہمارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان ہے - اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر، باجوں کی چار قسمیں، سروں کی آواز، اور قسم، تال، لے، زمزمہ، گٹکری، راگ، گیت وغیرہ کے عیب و ہنر، رقص اور اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور صدہا امور کا بیان کیا گیا ہے جن سے ہمارے زمانہ کے فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا ہے -

(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

صفحہ ۱۵۷

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشٹادھیائی کے مصنف پانینی (سنہ ۶۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونڈل، کوھل وغیرہ اساتذہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھوبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجذونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنیدانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر، یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالارا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوتلیہ کا ارتھہ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبول کی هے اس لئے هم اس پر بحث نہیں کرنا چاهئے۔
مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی
تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں هے۔
همارے دور کے آغاز میں کامندک نے "نیتی سار" نام
کی کتاب نظم میں لکھی۔ کامندک نے کوتلیہ کو اپنا
استاد تسلیم کیا هے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے
"نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی
کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم' قوم کے
ارتقا کے مختلف اصول' سلطنت کے سات حصے' راجہ'
وزیر' مجلس' شوریٰ' قلعہ' خزانہ' سزا' اور اتحاد'—راجہ کے
فرائض اور اختیارات' جنگ و صلح وغیرہ کتنی هی کار
آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا هے۔ اس کتاب کے علاوہ
ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول
درج کئے گئے هیں جن میں "دش کمار چرت" کراتارجن'
اور "مدرا راکشس" خاص طور پر قابل ذکر هیں۔

قانون

شعر' فلسفہ' صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی
تصانیف کی بھی کمی نہ تھی۔ هندوستان کی سیاسی
تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر هے کیونکہ
قانون اور سیاست باهم مربوط هوتے هیں۔ ملکی ترقی کا
ذکر هم آیندہ کریں گے۔

سنسکرت کا "دھرم" ایک جامع لفظ ہے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذہب دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں - ہمارے دھرم شاستروں میں مذہبی قواعد ہی نہیں، ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ہیں - ہمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتی ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ہمارے دور کی تفسیروں میں "میگھا تتھی" (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ہیں - اس اسمرتی کا نفاذ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ جاوا، برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ہوا تھا - ہمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ہے - اس کے تین ابواب ہیں (۱) آچار ادھیائے (شرع)، بیوہار ادھیائے (عمل)، اور پرائشچت ادھیائے (کفارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض، حلال و حرام، زکوٰۃ، شدھی، رد بلا، راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ہے - بیوہار ادھیائے میں قانوں سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ہے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے، الزام، شہادت، صفائی، قرض کا لین دین، سود، سود در سود، تمسک اور دیگر تحریرات، شہادت اولیٰ، قانون متعلق وراثت، عورتوں کے جائدادی حقوق،

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی قصے، مشاہرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرائشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے "متاکشرا" نام سے لکھی - متاکشرا کواس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت، شنکھہ، دیول، وشنو، وسشٹ، یم، ویاس، برھسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں "اسمرتی کلپ‌ترو" ایک کتاب لکھی - یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑا کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھ‌شاستر میں اس کے لئے "وارتا" نام آیا

هے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ '
تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ہیں ' لیکن زمانہ
سابق میں ' پیداوار ' ہي اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا
جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش
مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین
کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم ہي
اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی
تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے
بحث کی گئي ہو - ہاں ' اس کے مختلف ارکان پر
جدا جدا بیشمار تصانیف موجود ہیں - زراعت کے متعلق
' پادپ بوکشا ' ' برکش دوھد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند '
کرشی پدھتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود ہیں -
فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن '
چکر شاستر ' چترپت ' جلارگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن '
رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور
کرنے کے قابل ہیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی
لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر '
وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دھار '
وغیرہ کتابوں کے علاوہ ' مے شلپ ' اور ' وشو کرمی شلپ ' خاص
طور پر قابل ذکر ہیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات '
زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق '
موضع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاپ میں مندروں ' مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - اِن میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی ' لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھہ نہ کچھہ تو همارے دور میں ضرور هی لکھی گئی هوں گی -

جواهرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی هیں جن میں "رتناوی پریکشا ' " رتن پریکشا ' ملی پریکشا ' " گیان رتن کوش " رتن دیپکا ' اور " رتن مالا ' خاص هیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں هیں جن میں یہہ خاص هیں - " لوہ رتناکر ' " لوهارنو ' اور " لوہ شاستر ' - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب " چھیتر گنت شاستر ' موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی هیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

هم پہلے کہہ چکے هیں کہ همارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھہ ذکر کرنا بے موقع نہ هوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات همارے دور کے قبل بھی آگے بڑھہ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں هیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ہیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا' برھما' سیام وغیرہ ملکوں کے ہیں یہاں بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بھیجے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں - ماگدھی' شورسینی' مہاراشٹری' پیشاچی' آونتک اور آپبھرنش -

ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی ہے -
اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت
نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے
درجہ کے ملازم مثلاً دھیور ' سپاهی ' بدیشی ' جین سادھو
اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی ہیں -
" ابھگیان شاکنتل ' " پربودھہ چندرودے ' بینی سنگھار ' اور
" للت بگرہ راج ' میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر
آتی ہے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد
کئی قسمیں ہو گئیں جن میں خاص " اردھہ ماگدھی "
ہے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط ہو جانے سے ہی
یہہ نئی قسم پیدا ہو گئی - جینوں کے آگم نام کی
مذہبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں ہیں -
" پئومچری ' نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا
گیا ہے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے
علاقہ کی زباں تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور
مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا
گیا ہے - " رتناولی ' " ابھگیان شاکنتل ' اور " مرچھہ کٹک '
وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود ہیں - اس بھاشا
میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی
بہت سی مذہبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی ہیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا -
اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ
تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی
(سپت شتی) ' پرور سین کی تصنیف ' راون وہو '
(سیت بندھہ) ' واک پتی راج کی تصنیف ' گوڑوہو ' -
اور ہیم چندر کی تصنیف ' پراکرت دویاشرے ' وغیرہ
نظمیں اور ' وجالگ ' نام کی لطائف کی تصنیف اِسی
بھاشا میں لکھے گئے ہیں - راج شیکھر کی ' کرپور منجری '
میں جو خالص پراکرت کا سٹک ہے ' ہری اُدھہ (ہری بردھہ)
اور نندی اُدھہ (نندی بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے
مصنفین کے نام ملتے ہیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ
نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا ' کورم شتک ' اور
دوسرا ' کورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں
معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں - یہہ دونوں بھوج کے
بنوائے ہوے ' سرسوتی کنتھہ آبھرن ' نامی پاتھہ‌شالہ میں
پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری
کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں
کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں -
منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو
جودھپور راج کے موضع گھتیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں
لکھا گیا ہے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور هندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تهی - اس کی مشهور کتاب گناڈهیه کی کتاب " بریهت کتها " هے جو اب تک دستیاب نهیں هوے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں هوے جو چهیمیندر سوم دیو نے کئے تهے -

آونتی

آونتک بهاشا مالوه کی عام زبان تهی - مالوه کو اونتی کہتے تهے - اِس کو بهوت بهاشا بهی کهتے تهے - " مرچهه کتک " ناتک میں اس بهاشا کا استعمال کیا گیا هے - راج شیکهر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا هے جس سے معلوم هوتا هے که یهه بهاشا اُجین (اونتی) ، پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تهی - سنه عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رهتی تهی راجپوتانه هوتے هوے مالوه پر قبضه کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوه پڑا - ممکن هے پیشاچی بهاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وهاں رائج هو گئی هو اور وقت کے ساتهه اس میں کچهه تبدیلیاں هو گئی هوں - اس بهاشا کو پیشاچی بهاشا کی هی ایک شاخ سمجهنا چاهئے -

اپ بهرنش (مخلوط)

آپ‌بهرنش بهاشا کا رواج گجرات ، مارواڑ ، جنوبی پنجاب ،

راجپوتانه ، اونتي ، مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے ، بلکہ ماگدھي وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ، کاٹھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں - قدیم هندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلي ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہتر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب « بھوی سیٹکہا ' ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی « سنجم منجری ' پشپ دنت کی تصنیف « تسٹھہ مہاپوری سگن النکار ' نیلدی کی لکھي ہوئی « آرادھنا ' یوگندر دیو کی تصنیف « پرماتم پرکاش ' هری بھدر کی رقم کردہ « نیمی‌ناہ‌چریو ' وردت کی « ویرسامي چریو ' « انترنگ سندھی ' « سلساکھاین ' « بھوی کٹمب چرتر ' « سندیش شٹک ' اور « بھاونا سندھی ' وغیرہ بھی اِسي بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے « کمارپال پربودھہ ' رتن مندر مني کی « اُپدیش ترنگني ' لکشمن گاري کی « سپاسناہ چریم ' - کالی داس کے

(۱) بھوي سیت کہا ' دیباچہ صفحہ ۳۱-۴۶ (گائکواڑ اورینٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

«وکرم اُروشی» (چوتھا ایکٹ) ہیم چندر کے «کمار پال چرت»، «کالکا چاریہ کتھا» اور «پربندھ چنتا منی» وغیرہ میں جا بجا آپبھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - ہیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپبھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی ہیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے ہیں - اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا - اُن مثالوں میں حسن و الفت، شجاعت، رامائن اور مہابھارت کے ابواب، ہندو اور جین دھرم، اور ظرافت کے نمونے دئے گئے ہیں - اِس بھاشا کو جینیوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی - ہمارے دور کے کچھہ پہلے ورروچی نے «پراکرت پرکاش» نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری، شورسینی، پیشاچی اور ماگدھی کے قواعد کا ذکر کیا ہے - لنکیشور کی لکھی ہوئی «پراکرت کام دھینو»، مارکنڈیہ کی بنائی ہوئی «پراکرت سربسو»، اور چنڈ کی لکھی ہوئی «پراکرت لکشن» بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں ہیں - مشہور عالم ہیم چندر نے سنسکرت ویاکرن «سدھہ ہیم چندر انوشاسن» لکھتے ہوے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا - اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ہے - اِسی طرح پیشاچی ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ہے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ہیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھن پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اہلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ہے - مگر ہیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ہے - ہیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرہنگ ' دیشی نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں ' پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

هیں - دیسی بهاشا سیکهنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بهی موگ‌لائن نے «ابهی‌دهان پدیپکا» نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکهی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی هند کی زبانیں

شمالی هندوستان کی بهاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی هند کی دروز بهاشاؤں کا بیان کرنا بهی ضروری ہے - دراوز بهاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے هم اس کا مختصر ذکر کریں گے -

تامل

جنوبی هند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بهاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتهہ کچهہ نہیں کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن «تول کاپ پیم» ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑهنے سے معلوم هوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بهی ضخیم تهے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب «نال دیار» ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تهی پر اب اس کے کچهہ اجزا هی باقی رہ گئے هیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو ولّلوکر کا «کرل» ہے جو وهاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ھے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف د چنتامن ' کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ھمارے دور کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پوئنکیار	کل ولی ناتو پتو	ساتویں صدی
جے کونڈان	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدي
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	"

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا - زمانہ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کي تقلید کی - لیکن جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ھو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑي

تامل کی طرح کنڑي ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے ھی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود ھیں - دکن کے راشترکوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں "عروض" پر "کوی راج مارگ" لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذھبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود ھیں - ان میں سب سے معرکہ کي کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا ھوا "بسو پران" ھے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز ھے - کوی پمپ کا "پمپ بھارت" یا "وکرم ارجن وجے" همارے دور کی شاعري کي یادگار ھے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے ھي دور میں کیا - اِس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ھوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج ھے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب ھے - اس کی پرانی

---

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۴۳۴ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیمگاہوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیمیافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک متھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیمگاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم متھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم هوتا هے کہ هندوستان میں پانچ هزار متهہ یا دارالعلوم تهے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تهے - هیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑهنے والے طلبا کی تعداد بهی درج کر دی هے (۱) - ذی علم براهمنوں کے مکانات اور جین سادهوؤں کے گوشے چهوتے چهوتے پاتهہ‌شالاؤں کا کام دیتے تهے - سلطنت کی طرف سے بهی مدرسے قائم تهے - اس طرح سارے هندوستان میں جا بجا چهوتے بڑے مدرسے جاری تهے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت هوتی تهی -

نالند کا دارالعلوم

محض چهوتے چهوتے مدرسے هی نہ هوتے تهے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی همسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بهی قائم تهے - ایسے جامعوں میں نالند، تکش شلا، وکرم شیل، دهن‌کتک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل هیں - هیونسانگ نے نالند کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا هے جس کا خلاصہ هم یہاں درج کرتے هیں - اس سے اُس زمانہ کے تعلیم‌گاهوں کا کچهہ علم هو جائے گا -

نالند کے دارالعلوم کی بنا مگدهہ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تهی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بهی اس کی

---

(۱) رادها مکند مکرجی؛ هرش صفحہ ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطیے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے پہاڑ اور مٹھہ بنے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمناظرے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھہ علما اور مبلغین کی سکونت کے لئے چو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں ' چھتوں اور سکونوں کی شان دیکھہ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھہ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے بر عکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز ' کھانا ' کپڑا ' دوا ' کتابیں ' مکان ' وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھہ ادبیات کے علاوہ وید ' ریاضیات ' نجوم ' منطق ' ویاکرن ' طب ' وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں سیاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رسدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

---

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۶۸ -

آبی گھڑی مگدھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے ہی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ہے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالندہ سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض بار جامعہ کی ہستی خاک میں مل گئی -

جامعہ تکش شلا

ہندوستان میں تکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتنجلی، چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اتالیق تھے - سب سے عظیم‌الشان بھی یہی اِدارہ تھا - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - ”مہاست سوم جاتک“ میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو اِدارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اُس میں کچھہ مضامین

یہہ ہیں : وید ، اٹھارہ علوم ، (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ، ویاکرن ، صناعی ، فن‌حرب ، ہاتھی کا علم ، منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ہوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانِنی کی ‹ اشٹ ادھیائی ' حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد ‹ دھاتو پاتھہ ' پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں ' دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جیادتیہ اور ورامن کی

"کاشکا ورتی" کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی -
اِتسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے
آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر
مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی
چاہئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و
نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں
مصروف ہو جاتے تھے - "نیائے دوار تارک شاستر"
(ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے
انہیں صحیح استدلال اور "جاتک مالا" کے مطالعہ سے
ادراک کی قوت پیدا ہوتی تھی - اتنا پڑھ چکنے کے بعد
طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن
ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا - اس کے بعد مہا بھاشیہ
پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں
ختم کر لیتا تھا، بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ
مہا بھاشیہ کی تفسیر" اور "واکیہ پردیپ" پڑھائی جاتی
تھی - بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں
لکھی - اُس کی تفسیر دھرم پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں
کی تھی - اس کے پڑھ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن
میں منتہی ہو جاتا تھا - ہیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم
کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر ودیا
منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد
علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی - ما بعد نیائے اور آخر میں
ادھیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکھتا ہے "آچاریہ

دجن' کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور
گن پربھہ نے د ونے پٹک' کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا" (۱) -
یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاہتے
تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے
تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں
مصروف ہو جاتے تھے - مذہبی تعلیم خاص طور پر دی
جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ہے کہ بودھہ جامعوں میں
بودھہ مذہبی تعلیم کے ساتھہ ہندو دھرم کی کتابوں کی
پوري تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ لوگ کتنے روشن خیال اوو مذہبی معاملات میں آزاد
خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا
ہے کہ ماہر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستي معلومات
کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذہنی نشو و نما کی طرف
زیادہ توجہ کرتے ہیں - وہ جلس طلبا کی دل‌شکنی
نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کي کوشش
کرتے ہیں (۲) -

علما میں علمي مناظرے بھی اکثر ہوتے رہتے تھے -

---

(۱) ٹاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن اِنڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۱ اور واٹرس آن
یوون‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۴۵ - ۵۵ -
(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بهی بهت فائدہ پهونچتا تها - انهیں علمی اصولوں سے واقفیت هو جاتی تهی -

یهه طرز تعلیم همارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رها - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً هوتے رهے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نهیں هوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تها - یهاں یهه نه بهولنا چاهئے که دیگر مذهبی اور فلسفیانه فرقوں میں یهه طرز تعلیم رائج نه تها - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذهبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تهی جیسا فی زمانا کاشی میں هوتا هے -

---

تیسری تقریر

نظام سلطنت ، صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنھیں "گن راج" بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاست بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلیپتکوں ، ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ، جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انھیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس ، ہر دل عزیز ، اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اُسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

دکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجه بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے که مجلس شوریٰ کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبه کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا هے مثلاً امور خارجیه ' شعبه حربیه ' شعبه عدالت ' شعبه مالیات وغیره خاص هیں - راجه کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وه همیشه مجلس شوریٰ سے مشوره لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یهه اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجه کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نه کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصه سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاه خلق هے (۱) -

راجه کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانه میں براهمنوں اور دهرم گروؤں کا اثر راجه پر بہت زیاده هوتا تھا - وه سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وه محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دهیان نه دیتا تھا بلکه ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

---

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحه ۱۶۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی " شری کنٹھہ چرت " سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ، اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولیتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے " بھکتی " (صوبہ) " وشے " (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے ملسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ' مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ' آبپاشی ' تجارت ' مندر ' عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتی تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب‌رسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنوؤں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد، اراکین کے عام انتخاب، شاخ سبھاؤں کی تنظیم، آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت راے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پرلیٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵٦ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۵-۱۹۰۴ صفحہ ۴۵-۱۴۲

جانب سے لا پرواہ ہو گئی - سلطنت میں چاہے کتنے ہی بڑے انقلابات ہو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ ہونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات ہوے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی ہوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - ہرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا ہے - یاگیہ و لکیہ نے کئی سخت اور بےرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا ہے - براھمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن ہوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اہلکار ہوتے تھے -

(۱) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ و لکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کی سیاسی حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائداد کی وارث ہوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ہوئی جائداد پر لڑکی کا کامل حق ہوتا تھا - منو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمرات کے ماتحت بہت سے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنھیں مہاراجہ، مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمرات کے دربار میں حاضر ہوتے تھے، جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو "اُپرک مہاراج" کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا، بھوگک، بھوگ پتی، راج استھانی، وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی، یا "آیکتک" کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشتھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامبر پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو، صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو، راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

---

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بنشی راجہ رتھہ راج کاھبہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵) ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اهلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے هیں - جیسے مهتر (دیهی سبها کے رکن) - گرامک (گانوں کا خاص حاکم)، شولکک (محاصل وصول کرنے والا اهلکار)، گولمک (قلعوں کا منتظم)، دهروادهی کرن (زمین کے محاصل کا افسر)، بهانڈاگار ادهی کرت (خزانچی)، تل‌واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چهوٹے اهل‌کاروں کے ناموں کا ذکر بهی ملتا هے - موجود کلارک کو اُس زمانه میں «دِوِر» یا «لیکهک» کہتے تهے - کرنک حال کے رجسترار کا کام کرتا تها - ان عهدیداروں کے علاوہ دیگر کارکن بهی هوتے تهے - «دنڈپاشک» چورودهرنک» وغیره پولیس کے عمال کے نام تهے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تهے - سب سے زیاده آمدنی زمین کے لگان سے هوتی تهی - لگان پیداوار کا چهٹا حصه هوتا تها -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بهی ایک آدهه محصول اور لگتا تها - یهه محاصل غله کی صورت میں لئے جاتے تهے - «منڈپکا» (چنگی کا محصول) بهی کئی جنسوں پر لیا جاتا تها - بندرگاهوں پر آنے والے مال، یا دوسري سلطنت سے آنےوالی چیزوں پر بهی محصول درامد لیا جاتا تها -

---

(۱) چنتامني ونائک وید کي هستري آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحه ۱۲۸-۱۳۱ اور رادها کمد مکرجي - هرش - صفحه ۱۰۳-۱۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا ہیونسانگ نے لکھا ھے - اس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ھے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رہتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں ان پیمانوں کا ذکر کیا گیا ھے جیسے " مان دنڈ " " نورتن " " پداورت " وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی ہاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجي - ھرش - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) واٹرس ھیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وي ويد هسٹري آف ميڈيول انڈيا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۴۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں، کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علاحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساتھہ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی، گھوڑے، رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجیج، بنایج، سندھیج،

---

(۱) واٹرس ہیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۰-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ہیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ہوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ہوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ہیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ہے - ملایا ، جاوا ، بالی وغیرہ جزیروں میں ہندؤوں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم ہونے کا پتہ چلتا ہے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے محروسیات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - استریبو نے ہندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ہے - بحری فوج کے موجود ہونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ہوے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ہے - ہر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ہوتے تھے - کل فوج کا افسر ' مہا سینا پتی ' ' مہا بل ادھیکش ' یا ' مہابل ادھی‌کرت ' کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو ' بھٹاشو سیناپتی ' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو ' برھدشوار ' اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو ' زن بھنڈا گار ادھی کرن ' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھي لیکن انتظامي عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھي اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکي حالت اور سیاسي نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص میں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑي تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - ہرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولنکی ' پال ' سین ' پرتیہار ' جادو ' گوهل ' راٹھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھي - صدھا ریاستوں میں

(۱) سي وي وید هسٹري آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۲۲-۵۵ -

(۲) رادھا کمد مکرجي - ہرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی - قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ھی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ھی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت تک وھی پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ' پروھت ' مہا دھرم ادھیکش (مذھبی معاملات کا افسر اعلیٰ ' مہا ساندھي وگرھک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ' مہا سیناپتی (سپہ‌سالار) ' مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاھی مہر رھتی تھی) ' مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ' وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ھیں جس سے ثابت ہوتا ھے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ ' مہا ' کے استعمال سے واضع ہوتا ھے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رهتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھہ ریاستوں میں محض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا ہے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھیتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ہی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں ' پراڈ وواک ' (افسر عدالت) ہی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ہے " کوی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - انھیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براہمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براہمن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ہاتھہ اور داہنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کیا جاتا تھا " - اس سے تحقیق ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

---

(۱) چنتامنی ونائک وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۳، ۴۳-۵۴ -

(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۶۳ -

فوجی انتظام میں کچھہ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم ہوتا جاتا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جاتا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے تامب پتروں سے بھی معلوم ہوتا ھے کہ اس زمانہ میں بھی سینا پتی ، ھاتھی ، گھوڑوں ، اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رہتے تھے - (۱)

باھمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تھا - سندھہ تو آٹھویں صدی ھی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارھویں صدی تک پنجاب بھی لاھور تک اُن کے ھاتھہ میں جا چکا تھا - بارھویں صدی کے آخر تک دلی ، اجمیر ، قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ہو گئی اور کچھہ عرصہ بعد ممالک متحدہ ، بنگال ، دکن ، وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ہو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ھندو ریاستیں تباہ ہو گئیں -

مالی حالت

ھم پہلے ھی کہہ چکے ھیں کہ ھندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا ، دنیاوی

---

(۱) سی وی ویدیہ - ھسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحہ ۴۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاھتے ھیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

ھندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ھوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ھر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں، تالابوں اور کنوؤں کے ذریعہ سے سچائی ھوتي تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ھے جس کا نام 'سُویہ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وھاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھہ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ھی نہیں، اُس نے ھر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پاني کی ضرورت ھے - اِسی معائنہ کے مطابق ھر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ھے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ھے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ھوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ھو گیا اور ایک کھاري

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک هو گئی - صوبه تامل میں ندیوں کو مهانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تها - همارے زمانه سے قبل چول کے راجه کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندهه بندوایا تها - راجندر (۳۵-۱۰۱۸ع) نے اپنے نئے دارالخلافه کے پاس ایک وسیع تالاب بندوایا تها - همارے زمانه سے قبل بڑے بڑے تالاب بندوانے کا رواج بهی کافی تها - چندرگپت موریا کے زمانه میں گِرنار کے نیچے ایک وسیع تال بندوایا تها جس میں سے بعد کو اشوک نے نهریں نکلوائیں - وقتاً فوتتاً ان کی مرمت بهی هوتی رهتی تهی (۱) - بهتیرے راجے جگه جگه اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تهے جن سے سنچائی بهت اچهی طرح هو سکتی تهی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی هے - پرمار راجه بهوج نے بهوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بندوایا تها جو دنیا کی مصنوعی جهیلوں میں سب سے بڑا تها - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وغیرہ تالاب بهی سابق کے راجاؤں هی نے بندوائے تهے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی هوتی تهی جو آج بهی رائج هے - آریوں کے ساتهه یهه رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تهیوریز آف دی هندوز صفحه : ۳-۱۰۲ -

میں بھي داخل ھوا - پراکرم باھو (۱۱۵۰ع) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نھریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نھروں کی مرمت کروائي - اس سے قیاس کیا جا سکتا ھے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نھروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ھندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ھندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتي اعتبار سے بہت اھم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلی درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین‌الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ھند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھي کم رونق‌دار نہ تھا - اُجین شمالی ھند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ھندوز صفحہ ۲۰۳-۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں ھندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھہ کیا ھے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی هذا اور بھی کتنے ھی بڑے بڑے شہر ھندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحري راستے

ھندوستاني تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے ھوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فنیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھہ ھندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحري سفر کی ممانعت زمانہ ما بعد کي بات ھے - ھرش نے ھیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ ھزار ھندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا ھے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ ھي سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ھندوز صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اهل هند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اِسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق هندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو هزار برس قبل بھی جہاز راني سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکي راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آساني کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہہ سڑکیں کچھہ کم اهم نہ تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہہ راس کماری تک جاتی تھي جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اهمیت تھی - همارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولي سڑکیں تو هر چہار طرف تھیں - (۲) خشکي راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ' خارجي تجارت بھي ہوتی تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا ہے - خشکی راستہ سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سپیریارٹي صفحہ ۳۶۴ -
(۲) ونے کمار سرکار کي کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھہ هندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) اِنسائکلو پیڈیا برٹنیکا میں لکھا ھے کہ یوروپ کے ساتھہ هندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱ — هندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲ — ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوے بحر کاسپین اور وہاں سے وسط یوروپ - (۲)

هندوستاني تجارت

هندوستان سے زیادہ‌تر ریشم ' چھینٹ ' ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ' اور ہیرا ' موتي ' مسالے ' مور کا پر ' ہاتھی دانت وغیرہ بہت بڑي مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے هندوستانی ململ نکلی ھے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث هندوستان اتنا فارغ‌البال ہو گیا تھا - پلینی نے لکھا ھے کہ روم سے سالانہ نو لاکھہ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) هندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھہ روپیہ هندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

---

(۱) دي جرنل آف دي رائل ایشیا ٹک سوسائٹي سنہ ۱۹۰۱ ع -

(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -

(۳) پلیني - نیچرل ہسٹری -

(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۱۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی هردوار، کاشی، اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ھیں اُن کی تجارتي وقعت کچھہ کم نہیں ھے -

صنعت و حرفت

في زمانذا هندوستان صرف زراعتی ملک ھے ، لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقي کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ ، چھینت ، شال ، دوشالے ، وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی هندوستان ھی کی ھے - نیل کی کاشت تو رنگ ھی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوھا اور دیگر معدنیات

لوھے اور فولاد کی صنعت میں هندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھي - کچے لوھے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اهل هند کو زمانہ قدیم سے معلوم تها - زراعت کے سبهی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے بنتے چلے آتے تهے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تهی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بهی فینیشیا بهیجا جاتا تها - ڈاکٹر رائے نے لکها هے "دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی هے، لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یهہ فن سیکها تها اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا" - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون هے - اتنا بڑا ستون آج بهی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نهیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑهہ هزار سال گزر گئے هیں، پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رها هے، یهاں تک کہ اُس پر زنگ کا کهیں نام نهیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نهیں رکهتی - دهار کا "جے استمبهہ" (یعنی ستون فتح) بهی ایک قابل دید چیز هے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کهنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا هے - اس کا ایک چهوٹا سا تیسرا کهنڈ بهی مانڈو سے ملا هوا هے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تهے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے هوے مسز میننگ نے لکها هے کہ آج

---

(۱) هربلاس ساردا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوھے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواہرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ہیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ہیں - اُن میں کئی ورق پنے اور ھیرے کے بنے ہوئے ہیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ہوئے ہیں - جواہرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ہیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فت اونچی پائی گئی ہے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوتے منہہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ہے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ہوئی ہے - سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ہیں - پیتل یا ھشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ھی مندروں میں موجود ہیں - اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ھندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انھیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۵ -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دهاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے هندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ھے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ھاتھی دانت اور سنکھہ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - استیورنس نے لکھا ھے کہ هندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ھیں کہ اھل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے ھیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت ھی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رھتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - آئین بھی ان جماعتوں

(۱) استیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲۱۲ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اہل حرفہ یا دستکاروں ھی کی نہ ہوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی ہوئی تھیں - گوتم ' منو اور برھسپتی (سنہ ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود ھے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حوالہ کتبوں میں پایا جاتا ھے - راجندر چول (گیارھویں صدی) کے زمانہ میں جنوبی ھند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کی پنچائت کو ۹۰ بھیڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں کہ وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانہ گھی دیا کرے - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ھے کہ وکرم چول کے زمانہ میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھی - پنچائتوں کا یہہ طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - بودھہ تذکروں میں بڑی بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے ھیں - گپت زمانہ میں اہل حرفہ کی بہت سی پنچائتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول ' گندھی ' دھانک وغیرہ پیشہوروں کی پنچائتیں بھی قائم تھیں - یہہ پنچائتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - ھندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انہیں پنچائتوں کے ذریعہ ہوتی تھی - (۱)

---

(۱) دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ھندوز - صفحہ ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھہ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے هندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تها - دوکاندار بهی تبادلہ هی سے خرید فروخت کرتے تهے - سلطنت کی طرف سے اکثر اهل‌کاروں کو مشاهرہ بهی غلہ هی کی صورت میں دیا جاتا تها - سرکار بهی لگان غلہ هی کی صورت میں لیتی تهی - اس انتظام کے باعث هندوستان میں سکے بہت کم بنتے تهے - سکوں کی زیادہ ضرورت بهی نہ تهی - هر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بنواتا تها - سکے بیشتر سونے ' چاندی یا تانبے کے هوتے تهے - زمانہ قدیم میں بهی سکوں کا چلن تها - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ هوتا تها - صرف ان کا وزن معین هوتا تها - هاں ' ان پر آدمی ' جانور ' پرند ' سورج ' چاند ' دهنش ' تیر ' مینار ' بودهی درخت ' منگل ' بجر ' ندی ' پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے هوتے تهے - یہہ تحقیق نہیں هے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تهے یا تاجروں یا پنچائتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے هیں جو مالو قوم کے هیں - ان کے بعد یونان ' شک ' کشن اور چهترپوں کے سکے ملتے هیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش هیں - ان کے سکے سونے ' چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھترپوں کی نقل کی - ایک طرف چھترپوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ھنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ، گجرات، کاٹھیاوار، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش، گوھل بنسی، پرھار بنسی، تور بنسی، ناگ بنسی، (نرور کے) گاھڑوالوں، راشٹر کوٹوں، (دکن کے) سولنکیوں، جادووں، چوھانوں (اجمیر اور سانبھر کے)، اُدبھانڈپور (اوھند)، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت ، تجارت ، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی ، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں ، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے ، نیلم ، موتی اور پنا کی کھانیں تھیں - مشہور کوہنور ہیرا بھی اس زمانہ میں ہندوستان میں تھا - پلینی نے ہندوستان کو ہیرے ، موتی اور دیگر جواہرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے ، موتی ، مونگے ، لال ، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

به افراط هوتا تها - لوها ' تانبا اور سیسه به کثرت نکلتا تها - چاندي زیاده تر دوسرے ملکوں سے آتی تهی اس لئے مهنگی هوتی تهي - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آتهه‌گنی هوتی تهی جو همارے زمانه کے آخر تک سوله گنی هو گئی تهي -

ملک کی یهه خوشحالی همارے زمانه کے آخری حصه تک قائم رهی - سومناتهه کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی هي جواهر نگار مورتیں تهیں - قریب هی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تهی جس کے ساتهه گهنٹے بندهے هوتے تهے - محمود غزنی اسي مندر سے ایک کرور سے زیاده کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متهرا وغیره مقامات سے بهی وه بے تعداد دولت لے گیا - اگر هندوستان کی معاصرانه خوشحالی کا اندازه مقصود هو تو اس زمانه کے بنے هوے سیکڑوں عالي شان مندروں کو دیکهنا چاهئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواهر نگار هیں -

صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے هیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - همارے یهاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذهبی جذبات کے زیر اثر هوا هے - بودهه میناار ' چیت اور بهار وغیره اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے هیں - مہاتما بدهه کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودهوں میں ان میناروں کا بہت احترام هونے لگا - رفته رفته کئی مینار تعمیر هوے جن کی صناعی قابل دید هے - مینار بڑے مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تها اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراسته عالی شان دروازے ، اور بیرونی محراب وغیره بنائے جاتے تھے ، اور اُن کے چاروں طرف اُتنے هی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانچی اور بهرهت کے مینار خاص هیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر هوئے هیں - اب تک اُن پر بودهه دهرم کے قابل پرستش نشانات ، دهرم چکر ، بودهی درخت (شجر معرفت) ، هاتهی وغیره ، اور بدهه کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش هیں -

غار

همارے یہاں پہاڑوں کو کاٹکر دو طرح کی گپهائیں بنائی جاتی تهیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار هوتا تها اور ایک وسیع دیوان جهاں عوام جمع هو سکیں - ایسی گپهاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا هے - بہار بودهه سادهؤوں اور بهکشوؤں کا متهه هوتا تها جس میں هر ایک بهکشو کے لئے الگ کمرے بنے
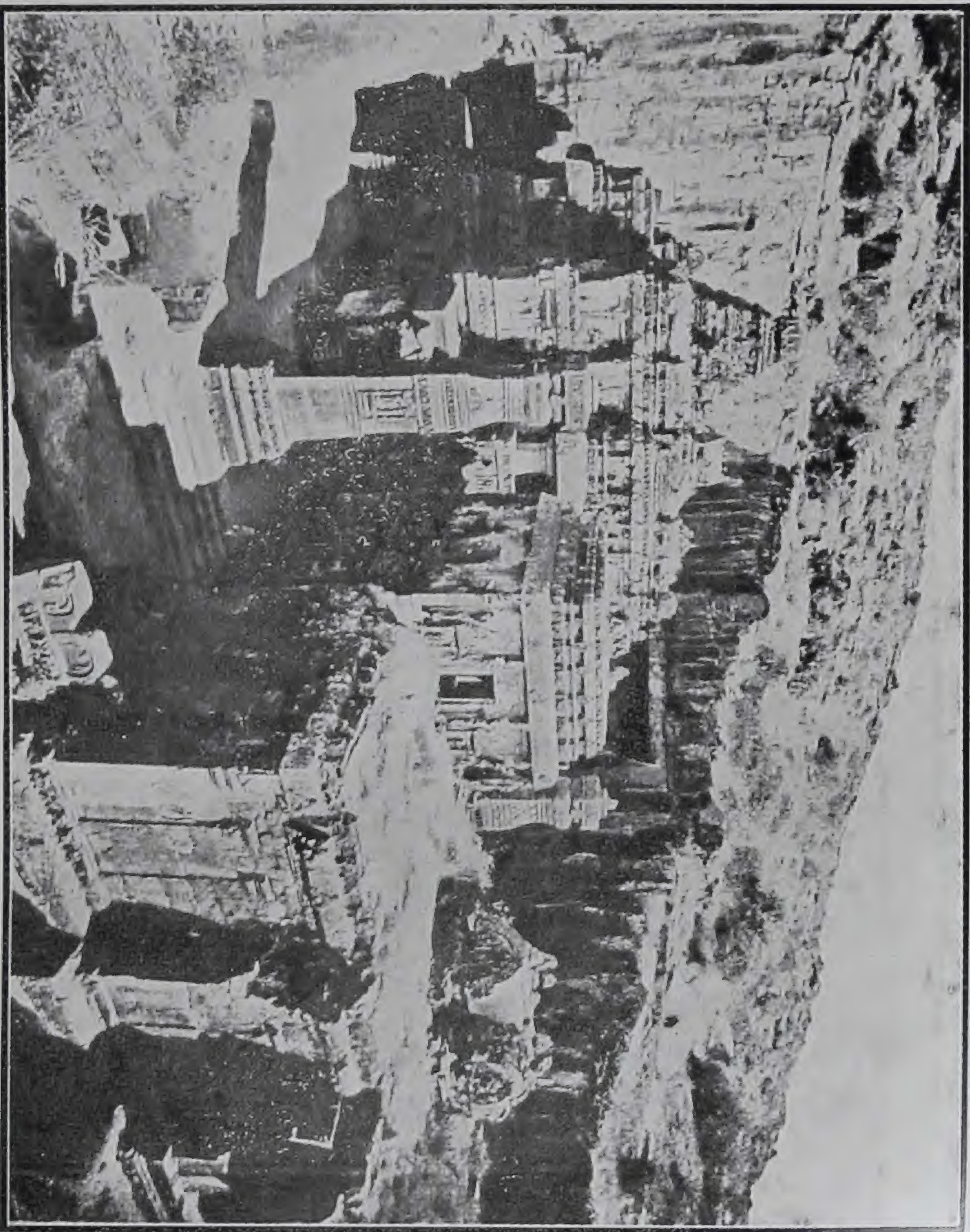
(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

هوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں هیں جن میں اجنتا ، الورا ، کارلی ، بھاجا ، بھرسا وغیرہ خاص هیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ، راجپوتانہ میں ، جھالاوار راج میں ، کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ، باگھہ وغیرہ ایسے مقامات هیں - ان میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہتر گپھائیں بودھوں کی هیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں همارے زمانہ مخصوص سے قبل کی هیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ، اور کولوی ، دھمنار اور باگھہ وغیرہ همارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی هیں - یہہ سب گپھائیں هندوستانی سنگتراشی کے بہترین نمونے هیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ، اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود هیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے هیں ، اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی هے، فرق صرف اتنا هے کہ جین مندروں میں، ستونوں، دیواروں اور چھتوں میں جین دهرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش هیں - برهمنوں کے مندروں میں اُن کے دهرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوتھریاں بنی هوتی هیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی هیں - برهمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر هوتے هیں - ایسے مندروں کو پنچائتی مندر کہتے هیں - برهمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ هوتا هے جہاں مورتی نصب کی جاتی هے - اُس کے آگے منڈپ هوتا هے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بیدی بھی هوتی هے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ هوتا هے جسے آملک کہتے هیں - آملک کے اوپر کلس رهتا هے - کلس هی میں جھنڈی هوتی هے جسے دهوج ڈنڈ کہتے هیں -

دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب هوتی هے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ هوتا هے جسے بمان کہتے هیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی هوتی جاتی هے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا هے - دراصل اس بمان

(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ
[ماموول پورم]

صفحہ ۲۱۴

(۲۰) دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵
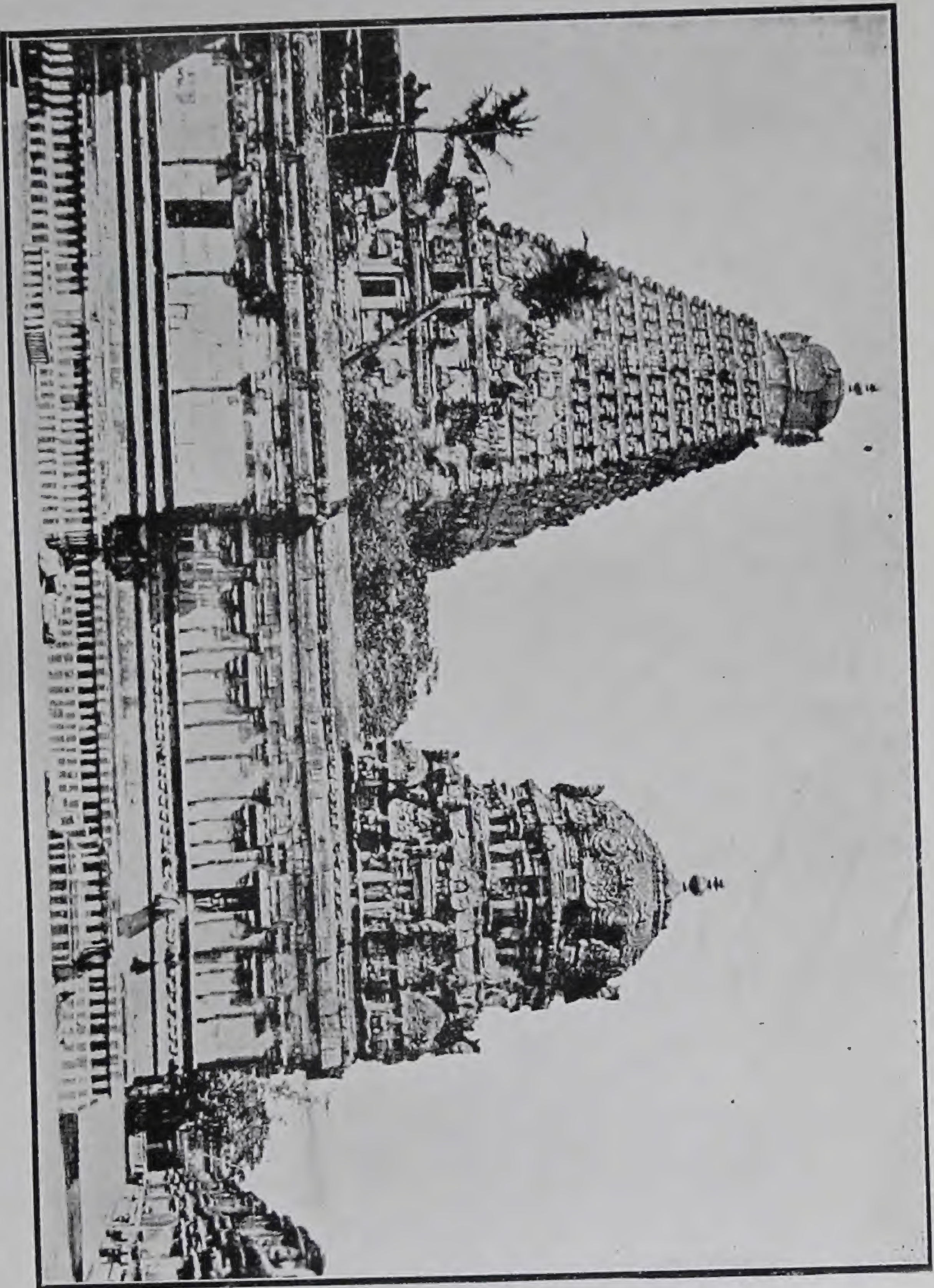
کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا " کوپُل " (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں " پشکر " بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھي زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی ناہشابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک ' جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی ' کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے کے شیو اور ویشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حواله ذیل میں دیا جاتا هے -

آریه طرز کے برهمنوں کے مندر « بهونیشور ، (اُڑیسه میں) ، ناگدا اور باڈولی (اُدےپور راج میں) ، چتوڑ گڑهه ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جهالاواڑ میں) ، او-سیاں (ریاست جودهپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروهی راج میں) ، کهجراهو (وسط هند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسه میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - اِسی طرح آبو ، کهجراهو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جین مندر بهارتی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی ، (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یهه مندر کتنے اعلیٰ پایه کے هیں یهه علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل ٹاڈ نے لکها هے : « اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ، گویا کمال کا خزانه لٹا دیا گیا هے - اُس کے ستون ، چهت اور کنگرہ کا ایک ایک پتهر چهوٹے سے مندر کا نظارہ دکهاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک
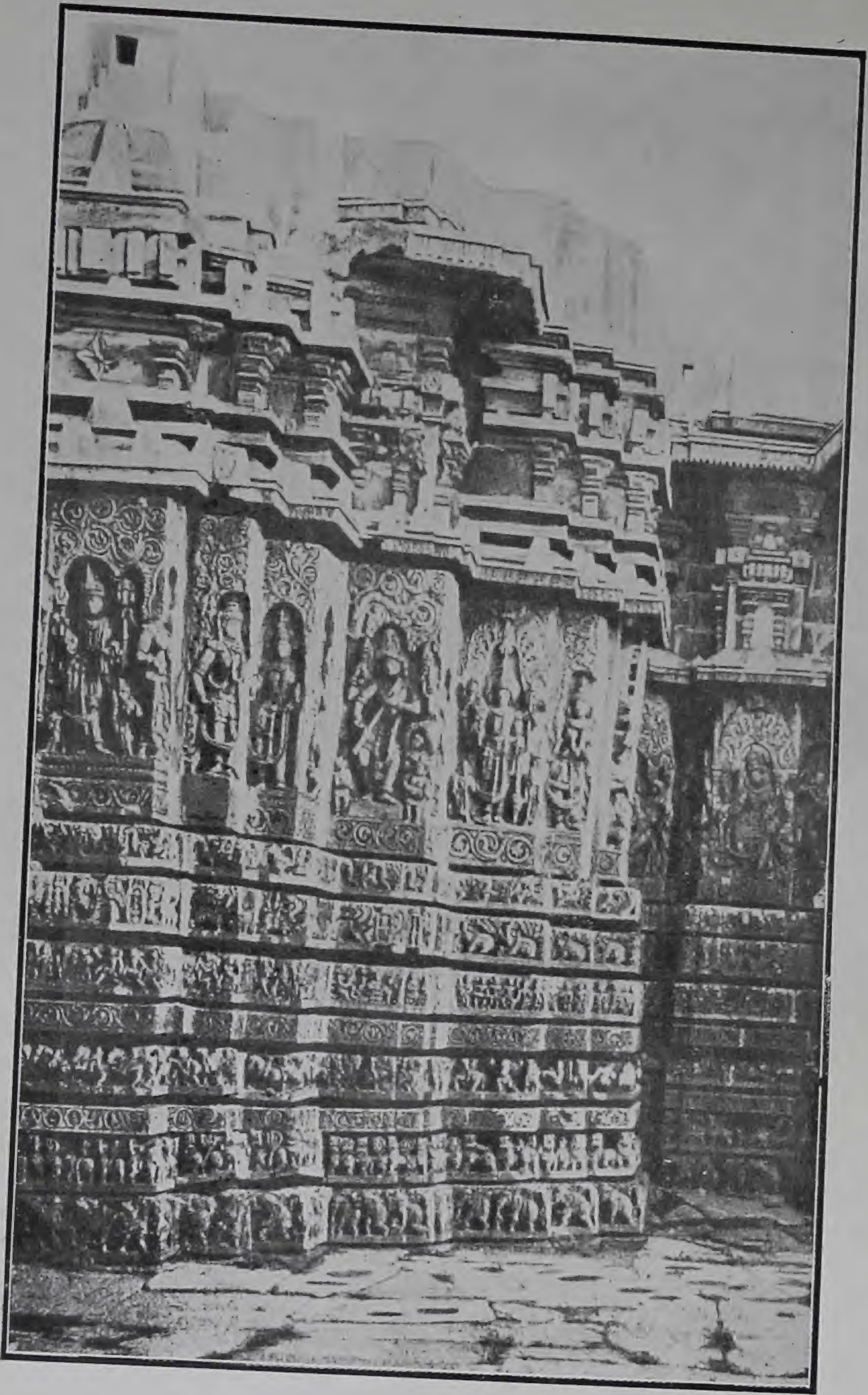
(۲۱) هویس لیشور کے مندر کا باهری حصه
[هلیبڈ]

صفحه

(۲۲) آریہ نمونہ کا ھندو مندر
[کھجراھو]

صفحہ ۱۷

ہے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں، جو سنگ مرمر کے ہیں، ہندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسي باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کي قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتي - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوي نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -
(۲) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکي تکچر ان ہندوستان -
(۳) ہسٹري آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۴۲ -
(۴) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

ایمان کی طرح مستحکم ہیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دہلی، پریاگ، سارناتھہ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوے ستون ہندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم ہیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک ہی پتھر سے کاٹے گئے ہیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم ہے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے ہوے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود ہیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے ہیں - اشوک کے بعد بیس نگر کا مشہور ستون، مہرولی (دہلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آہنی ستون اور دیگر تعمیرات ہیں جو ہمارے دور مخصوص سے قبل کی ہیں - ہمارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں ہیں - انہیں راجہ یشودھرمن نے اپنے فتوحات کی
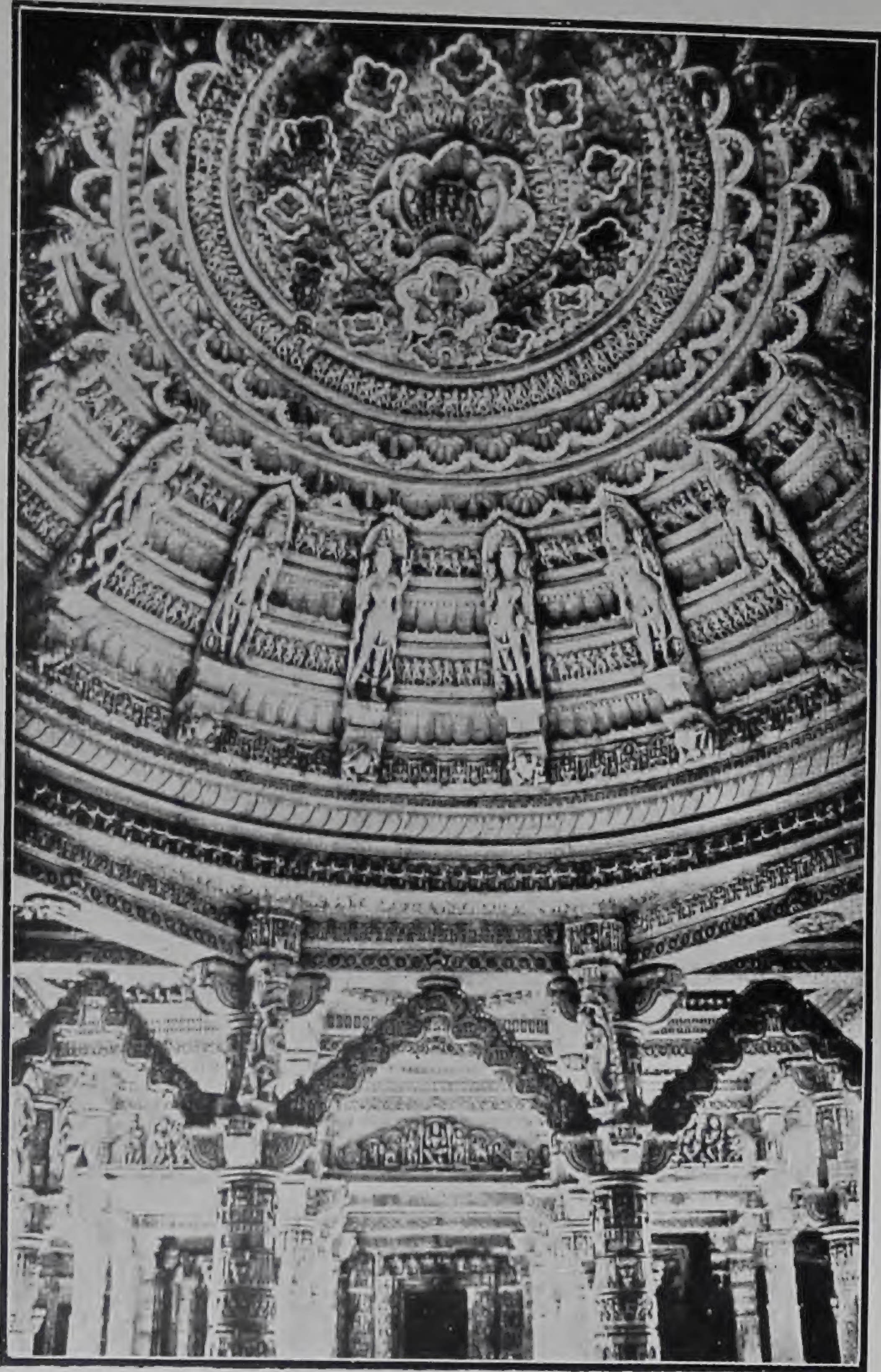
(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -

(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

صفحہ ۲۱۸

(۲۴) بڑنگر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک

صفحہ ۲۱۹

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ھی پتھر سے نہیں بنائے گئے ھیں ' بلکہ کئی تکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے ھیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز ہو رھے ھیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ھزاروں ستون یا تورن موجود ھیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب ھیں ' اور کچھہ مندروں ھی میں لگے ہوے ھیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے ھی سے ہو سکتا ھے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ھے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ھوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئي ' یا قندھار سے نکلی ھوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں ھیں - متھرا کے کنکالی تیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم ھیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ھیں - ھندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ھے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ھے کہ "راجہ اینتی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رھنے والے دیہ (Dion) کے بیتے

ہیلیوڈور (Heliodoros) نے جو بھاگوت (وشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ "گروڑ دھوج" بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سرب تات نے نارایں بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پیشاور، اجمیر، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بڑی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

ہندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے : "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ہے' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ہے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ہندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ہے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ہے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ہو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنی نہیں ہے - ہندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ہے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ہے" (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ہے : "غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ہو" (۲)

پروفیسر هیرن لکھتے ہیں : "مربع ستونوں کی نقاشی' اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ہندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ہے (۳) - هیول صاحب فرماتے ہیں : "هندوستاني طرز کي مورتوں میں جو عمق' جو

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -
(۲) دي پینٹنگس ان دي بدهسٹ کیو ٹمپلس آف اجنتا -
(۳) هر بلاس شاردا - هندو سوپیریارٹي - صفحہ ۳۴۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلی درجہ کی تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں - مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے صدہا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں : -

---

(۱) ہیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۴۳ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے، چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے، لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ، ناف، آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بڑی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جاے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھنگ نام کی لکڑی کا بنایا جاے، اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا، یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے، لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے اِمعاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

ہندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضموں کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (متھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں ' اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں ' لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک ' وشوانتر جاتک ' شڈ دانت جاتک رو رو جاتک ' اور مہا ہنس جاتک ' وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے ' تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں ' باغیچوں ' جنگلوں ' رتھوں ' راج درباروں ' ہاتھی '

گھوڑے ، هرن ، وغیرہ جانوروں ، هنس وغیرہ پرندوں ، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی هوئی هیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش هو جاتا هے جس میں جنگلوں ، شہروں ، باغچوں ، اور محلسراؤں میں ، راجہ ، سورما ، تپسوی ، هر ایک درجہ و حال کے مرد ، عورت ، آسمانی فرشتے ، گندھرب ، اپسرا ، کِنر ، اپنے اپنے پارٹ کھیل رهے هوں - ایسی صدها تصاویر میں سے هم ایک تصریر کا ذکر اس خیال سے کرتے هیں کہ ان میں سے محض تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا هے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجہ پُل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اُس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا هے - راجہ پل‌کیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بیضاوی تکئے کے سہارے بیٹھا هوا هے ، گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے هیں - راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے هوے هیں - قیاساً یہہ لوگ ولی عہد ، یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص هونگے - راجہ اپنا داهنا هاتھہ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رها هے - راجہ کے سر پر مکٹ (تاج) ، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور هیروں کی ایک لڑی کنٹھی اور اس کے نیچے
خوبصورت جڑاؤ کنٹھا ھے - دونوں ھاتھوں میں بازو بند
اور کڑے ھیں ' انار کی جگه پچ لڑی موتیوں کی مالا ھے
جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتي ھیں - کمر میں
جواھرنگار کمربند ھے - پوشاک میں نصف ران تک
کچھنی ھے ' باقی سارا جسم برھنه ھے - دکھنی لوگ
جیسے ڈوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے ھیں اسی طرح
ایک ڈوپٹہ کندھے سے ھٹ کر پیچھے کے تکیه پر پڑا ھوا ھے '
اور اس کے دونوں سمٹے ھوئے کنارے گدی کے آگے پڑے ھوئے
نظر آتے ھیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور
رنگ گورا ھے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ھے ' اس سے وہ
نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے ھندوستانی مرد ھیں
ان کے جسم پر وهی آدھی ران تک کچھني کے سوا اور
کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نه کسی کے ڈاڑھی یا مونچھه
ھے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھه نیچے تک
عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ھوا ھے ' اور بعض کے سینے
پر کپڑے کي پٹی بندھی ھوئی ھے - باقی سارا جسم
کھلا ھوا ھے - یہاں کي قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے
اکثر کھلے ھوئے نظر آتے ھیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی
ھوتی ھے - یہه پرانا رواج ھے - شری مد بھاگوت میں
بھی اس کا ذکر آیا ھے (۱) - ایرانی سفیر راجه کے مقابل

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो ढुमलें व्रजस्त्रियो विस्रस्त मालाभरणाः कुरुद्वह ॥

کھڑا اس کی طرف ٹکٹکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں
یا کئی لڑیوں کی مالا ہاتھہ میں لئے اُسے نذر کر رہا ہے -
راجہ اس سے کچھہ کہہ رہا ہے - سفیر کے پیچھے دوسرا
ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کھڑا ہے ' جس کے پیچھے
ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ہوئی کشتی لئے ہوئے
ہے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھہ پھیر کر ایک
دوسرے ایرانی کی طرف دیکھہ رہا ہے جو باہر سے کوئی
چیز ہاتھہ میں لئے دروازے میں آ رہا ہے - اس کے پاس
ایک ایرانی سپاہی کمر میں تلوار لگائے کھڑا ہے ' اور دروازے
کے باہر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے
کھڑے ہیں - ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی پوشاک میں
زمین اور آسمان کا فرق ہے ' ہندوستانیوں کا قریب قریب
سارا جسم برہنہ ہے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا ہوا ہے -
ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ہے ' کمر تک انگرکھا '
چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بھی
ہیں - ڈاڑھی موچھہ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گلے
میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کنٹھی ' کانوں
میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند ہے -
دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ہے - دربار
میں فرش پر پھول بکھرے ہوئے ہیں - راجہ کے سنگھاسن
کے آگے اُگالدان پڑا ہوا ہے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ
ظروف سرپوشوں سے ڈھکے رکھے ہوئے ہیں (۱) - قیاساً یہہ

(۱) دی پینٹنگس آف اجنٹا - جان گریفتھہ - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ہی بنی ہوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب ' خط و خال ' انداز و ادا ' وضع و قطع ' زلف و کاکل ' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے - علیٰ ہذا چرند و پرند ' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوئی ہے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ہے - تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ہے - مسٹر گریفتھ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوے لکھا ہے " رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں ' وینس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں ' لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ہمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ہے :—

رانی کا سر جھکا ہوا ہے ' آنکھیں نیم باز ہیں ' اور جسم

خستہ هو رها هے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی هوئی هے اُس کی ایک کنیز هلکے هاتھوں سے اُسے سنبھالے هوے کھڑی هے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا هاتھہ یوں پکڑے هوئے هے گویا نبض دیکھہ رهی هو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رها هے گویا اُسے معلوم هے کہ مہری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی هے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے هوے کھڑی هے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھہ رهے هیں - ان کے چہرے بھی اُداس هیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے هوے هیں جو اس کی زندگی سے مایوس هو کر غم میں ڈوبے هوے هیں - ایک عورت هاتھہ سے اپنا منھہ ڈھانپے زار و قطار رو رهی هے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماهروں پر اتنا اثر پڑا کہ انھوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع هو چکی هیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھہ روایتیں منقوش هیں اُن کے دیکھنے سے واضح هوتا هے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرهت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی هوئی روایتوں اور قندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ھے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھہ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ھیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ھیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ھو گئی ھیں، اور ان پر ایک کتاب شائع ھو چکی ھے - لندن تائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ھے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ھے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ھیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ھے، مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ھیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ھیں - محض اتنا ھی نہیں، اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ھوئی ھے -

کچھہ عرصہ ھوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ھے ایک مندر کا پتہ لگا ھے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ھے - اس میں بھی کچھہ ایسی ھی تصویریں ھیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے تی اے،

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا ہے کہ یہہ تصویریں پلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوے ہے - اس تصویر میں ایک تالاب ' خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا ہے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں ' ہنس ' بھینسے ' ہاتھی اور تین سادھو ہاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب ' اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھہ ناریشور ' گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھہ ناریشور جٹا ' مکٹ اور کانڈل پہنے ہوے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھہ پہاڑی پر ایک گپھا ہے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھہ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے ھیں - تعجب تو یہہ ھے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے ھاتھوں سے محفوظ رھیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود ھیں - انھیں سے ھمارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا ھے -

هندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک هندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ھے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی ھیں ان پر هندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا ھے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی ھیں - جیسے لنکا میں هندوستانی تہذیب پھیلی ہوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک هندوستانی تہذیب کا اقتدار تھا - اور هندوستان کے مختلف علوم و فنوں کی وھاں اشاعت ھو گئی تھی -

هندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

هندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا ھیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ھے هندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - ھمارے اہل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا؛ اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب العین ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' ہیول نے لکھا ہے "یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی ہیں ' کیونکہ اہل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - ہندوستانی فن تصریر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجماں ہے" (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

---

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ہیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)، وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ہوئے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ہے کہ ہندوستانی مردنگ، وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ہے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ہونا ممکن ہے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ہو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی گئی ہے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنیئي سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانہ قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رهنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجہ ورات کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی - پانڈو خاندان کے راجہ جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھہ راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رهتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش الحانی سے هاتیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجہ چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتھہ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکہ وہ فن نغمہ میں ماهر تھا راجہ چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہہ ظاهر هے کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھہ کر ان کی قدر کرتے تھے - راجہ کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماهر تھا - گپت خاندان کا راجہ سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی هے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے بڑھہ کر رکھا هے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش هے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستاں سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا، جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راج‌شری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے "پریہ درشکا" کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں، ناچنے والوں، حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنتر نے لکھا ہے "نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں، پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وهاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d' Arezzo) نے
عیسیٰ کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اُسے رائج
کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ہے - ایلفی ولسن
لکھتی ہیں "هندووں کو اس امر کا غرور هونا چاهئے که
ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم هیں" - (۲)

---

(۱) ولیم هنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳-
(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ